



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

انہتھر وال اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 20 جولائی 2023ء بروز جمعرات بہ طابق کیم رحمم المرام 1445 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ وقفہ سوالات۔	03
2	توجه دلاؤ نوٹس۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	04
4	مجلس قائدہ برائے حکمہ صحت و بہبود آبادی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	09
5	مورخہ 17 جولائی 2023ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک انوانہ 1 پر بحثیت	10
6	مجموعی عام بحث۔	11

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر جان محمد خان جمالی
 ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ
 اپیشٹل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 20 / جولائی 2023ء بروز جمعرات بہ طابق کیم رحمم الحرام 1445 ہجری،

شام 04:55 منٹ پر زیر صدارت جناب قادر علی نائل، چیئرمین،

بلوچستان صوبائی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

لَا يَغُرِّنَكَ تَقْلُبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْأَلَادِ ط مَتَاعٌ قَلِيلٌ قَفْ ثُمَّ مَا وَأْتَهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِسْ

الْمِهَادُ لِكِنَ الَّذِينَ اتَّقُوا رَبَّهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِدِينَ

فِيهَا نُرُّلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ط وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلَّهِ بُرَارٌ ط

|﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیات نمبر ۱۹۶ تا ۱۹۸﴾|

قریب جمیع: تجوہ کو دھوکہ نہ دے چنان پھرنا کافروں کا شہروں میں۔ یہ فائدہ ہے تھوڑا سا پھر ان کا ٹھکانا دوڑخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں مہماں ہے اللہ کے ہاں سے اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے واسطے۔ وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا أَلْبَلَغْ -

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وفقہ سوالات۔

محکمہ تعلیم اور محکمہ معدنیات کے حوالے سے سوالات ہیں مفسٹر موجود ہے۔ نہیں ہے لہذا سوالات defer کردیے جاتے ہیں۔ وفقہ سوالات ختم۔

جناب چیئرمین: توجہ دلاؤ نوٹس۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you Mr.Chairman. وزیر برائے محکمہ خزانہ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرتا ہوں کہ سابق حکومت کی جانب سے پشتو، بلوچی، براہوی اور دیگر زبانوں کی academies کے لیے یکسان گرانٹ ایک ایک کروڑ روپے سالانہ بجٹ میں مختص کر رہے تھے۔ مگر حالیہ بجٹ 24-2023ء میں پشتو، براہوی اور دیگر زبانوں کی academies میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ جبکہ ایک زبان کی academy کی گرانٹ کو پانچ کروڑ روپے تک بڑھایا گیا جو دیگر زبانوں کی academies کے ساتھ سارے زیادتی اور ناصافی ہے۔ لہذا حکومت کی جانب سے باقی زبانوں کی academies کی گرانٹ کو نہ بڑھانے کی وجہات ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟ بہت شکر یہ مسٹر چیئرمین! اگر مجھے کچھ کہنے کی آپ اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ نے متوجہ کر لیا مفسٹر صاحب کو۔ اور میرے خیال میں اسیں وہ سب کچھ details آگئی ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں کچھ ذرا بول دوں پھر مفسٹر صاحب کچھ فرمائیں گے۔ جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ ہمارے لیے تمام زبانیں محترم ہیں، چاہے یہاں بولی جانے والی زبانیں پشتو ہو، بلوچی ہو، براہوی ہو، ہزارگی ہودیگر جتنی بھی زبانیں ہیں تمام یکساں طور پر ہمارے لیے محترم ہیں۔ اور دنیا بھر میں اقوام اپنی زبانوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں انسان کا پہلا جو رشتہ ہوتا ہے وہ زبان سے ہوتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! جب یہ دنیا global-village بن گئی ہے اس میں کسی زبان کا survival کرنا جدید دور میں یا اگر آپ جدید تقاضوں کے مطابق اپنی زبان کو آگئیں بڑھائیں گے تو وہ زبانیں ختم ہو رہی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے جناب چیئرمین! بہت ساری زبانیں دنیا سے ختم ہو رہی ہیں۔ اور ہمارے constitution کے Artical-251 کی تیسرا شق کے تحت اگر ایک جانب اردو کے ساتھ ساتھ ہماری باقی جتنی بھی قومی زبانیں ہیں ان کے لئے یکساں طور پر ترقی کے قوانین وضع ہیں۔ اسی لیے سنندھی لکھنے پڑھنے کی زبان ہے، وہاں دفتر کی زبان ہے، وہاں تعلیم کی زبان ہے، وہاں یونیورسٹی کی زبان ہے، وہاں شناختی کارڈ کی زبان ہے۔ لیکن بد نجتی سے یہاں یکوشش کی گئی ہمارے ملک کے حکمرانوں نے کہا پنی زبان میں آپ بات نہ کریں ہونا تو یہ چاہئے کہ

تمام زبانوں کو یکساں طور پر ان کی ترقی و ترویج کے لیے کام ہونا چاہیے۔ تو یہ جو ہماری academies ہیں ابھی تمام academies نے کام کیا ہے، چاہے بلوچی اکیڈمی ہے، چاہے براہوی اکیڈمی ہے، چاہے پشتو اکیڈمی ہے۔ پشتو اکیڈمی نے تین انٹرنشنل کانفرنسز کو ٹائٹل میں کی ہیں 2015ء میں جو کانفرس ہوئی اُسمیں پشتوں کلچر ڈے کا بھی اعلان کیا گیا۔ اسی طرح براہوی اکیڈمی نے ایک سال میں کوئی چالیس کتابیں چھاپی ہیں۔ پشتو اکیڈمی نے بھی درجنوں کتابیں چھاپی ہیں۔ اور اس طرح جو میں نے ذکر کیا باقی academies بھی کام کر رہی ہیں۔ تو میری استدعا یہ ہو گی منسٹر صاحب سے کہ وہ کیوں کہ فناں کے منسٹر ہیں اُن کی جانب سے یہ اعلان ہے تو میں اُن سے request کرتا ہوں کہ جو میں نے اپنے توجہ دلاؤ نوٹس میں ان سے گزارش کی ہے کہ ان زبانوں کی گرانٹ میں بھی پانچ کروڑ تک اضافہ کیا جائے۔ اور last میں آپ سے بھی request ہے اور منسٹر صاحب سے بھی کہ اس حوالے سے آپ بھی ایک رولنگ دیں۔

Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی عبدالخالق ہزارہ صاحب!

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل و ثقافت): مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے۔ لیکن یہ آتا تو ہمارے ہی domain میں کلچر ڈیپارٹمنٹ کا ہے زبانوں کے حوالے سے ہے لیکن بد قدمتی سے۔۔۔

جناب چیئرمین: ایجوکیشن کے حوالے کردی تھی۔

وزیر کھیل و ثقافت: لیکن بد قدمتی سے میں نے اس پر written میں بھی دیا ہوا تھا کہ یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اپنے بجٹ میں اسکو کیوں رکھ رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ شروع دن سے ہی اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کو properly یہ جو ایک دو محکے ہیں وہ طریقے سے اس کو جلا بھی سکیں گے، یہ اُن کے حوالے کیا جائے۔ یہ اگر واقعًا کلچر ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہوگا، یہ اس طرح نہیں ہوتا کہ ایک اکیڈمی کو تین چار کروڑ دیا جائے اور دوسری کو بالکل neglect کیا جائے یا ignore کیا جائے۔ تو اس میں ایک رولنگ دے دیں کہ اس کو properly کلچر ڈیپارٹمنٹ کے پاس آنا چاہیے۔ اور کلچر ڈیپارٹمنٹ میں اس کا بجٹ مختص ہونا چاہیے۔ میں agree کرتا ہوں، میں نے لکھ کر دیا تھا اور میں نے اپنے اس بجٹ میں بھی کہا تھا کہ تمام زبانوں کے حوالے سے خصوصاً چھوٹی زبانیں یہاں کم ہیں اور کم بولی جاتی ہیں۔ اُس کے حوالے سے بھی جو سالانہ ان کا کلچر ڈے ہوتا ہے، اُنکے لیے proper فناں میں پیسے مختص کیے جائیں کہ سالانہ انہیں کوئی انٹرنشنل گرانٹ کی ضرورت نہ پڑے۔ پشتوں کلچر ڈے آ رہا ہے، براہوی کلچر ڈے، بلوچ کلچر ڈے ہے، سندھی کلچر ڈے ہے، پنجابی کلچر ڈے ہے، ہزارگی کلچر ڈے، اُنکے لیے properly آپ سالانہ 10% کے حساب سے ایک کروڑ رکھ رہا ہے جتنا بھی ہے کلچر ڈے کے حوالے سے اُنکو منانے کے حوالے سے ان کو

دیا جائے۔ یہی ہماری خوبصورتی ہے، یہی ہماری پہچان ہے، اسی سے جو ہے ہم understanding develop کر رہے ہیں۔ اسی سے ہم اپنے کلچر کو فروغ دیں گے۔ اسی سے ہم دوستیاں بڑائیں گے۔ تو kindly اس پر آپ رونگ دے دیں کہ اس کو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے properly shift کیا جائے اور کلچر ڈیپارٹمنٹ کو دیا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ فناں سے بھی ہماری گزارش ہے چونکہ یہ ہم سب کی پہچان ہے، ہماری civilization ہے، ہماری ایک تہذیب و تمدن ہے، ہماری ایک تاریخ ہے، ہمارا ایک کلچر ہے، ہماری زبانیں ہیں۔ دُنیا میں ساڑھے سات ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور میں agree کرتا ہوں کہ بہت ساری زبانیں ناپید ہونے جا رہی ہیں۔ ہم نے انہیں واپس بحال کرنا ہے، اُسے streamline کرنا ہے۔ اس کو rationalize کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ کلچر ڈیپارٹمنٹ کے پاس جائے۔ thank you

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اس سے پہلے کہ منسٹر صاحب کچھ کہیں، چونکہ میں خود اکیڈمی کا حصہ رہا ہوں، اس طرح کی اکیڈمی کا جب ہی سوسائٹیز کا۔ ایک منٹ اسکو پہلے نمائادیں، میں بات کروں، اس کے بعد پھر آپ بات کر لیں۔ اس وجہ سے یہ ضروری ہے کہ یہ معاملہ جو اکیڈمیوں کا ہے، میں خود چونکہ اسکا حصہ رہا ہوں۔ یہ کلچر ڈیپارٹمنٹ کے پاس نہیں تھا culture activity ادبی سرگرمیاں کلچر ڈیپارٹمنٹ کے through ہوتی ہے۔ لیکن اُن کی گرانٹ وہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں آ جاتا ہے۔ سب سے پہلے یہ خود ہو جانا چاہیے، کہ اسکو کلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کیا جائے اور جہاں تک فنڈنگ کے حوالے سے جتنے بھی cultural days ہیں اُس کو بھی مد نظر رکھا جائے اور وہ پیسہ اور گرانٹ مزید اتنا اس دفعہ ہوتا کہ وہ cultural days منائیں۔ اس کے لیے جس طرح ہمارے پاس مختلف زبانوں کی اکیڈمیاں رجسٹر ڈیں ان کو مدد و دنہ کیا جائے، برآ ہوئی اکیڈمی بہت فعال ہے لیکن اُس کے parallel میں برآ ہوئی اکیڈمی سوسائٹی بھی ہے جو کہ رجسٹر ہے وہ بھی کتابیں چھاپ رہی ہے وہ بھی فعال ہے۔ اسی طرح پشتو اکیڈمی ہے، پشتو اکیڈمی کے ساتھ ایک اور بھی پشتو، جیسے پشتو ادبی غورنگ ہے ہمارا۔ اُس کی بھی activities ہیں۔ اسی طرح جو سب سے زیادہ ضروری ہے منسٹر صاحب سے بھی میری request ہے کہ کبیلا غیازگی جو اس سے پہلے ہزارگی اکیڈمی ہے، ہزارگی زبان پر کام کرتی ہے اس کا بھی یہی issue ہے۔ کل ہم نے کبیلا غیازگی کے آفس کا ہزارہ ٹاؤن میں باقاعدہ افتتاح کیا۔ تو یہ جب آپ academies کی بات کرتے ہیں تو kindly اُسمیں یہ کبیلا غیازگی کو بھی شامل کر لیں۔ جی لالا رشید صاحب۔

جناب لا اعبد الرحیم بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! عبدالحالم صاحب نے ایک بات کی تھی کہ بلوچی کلچر اور برآ ہوئی کلچر۔ یہ دو کلچرنیں ہیں، ایک ہی کلچر ہے۔ آپ اپنی بات واپس لے لیں۔ پہلا تو یہ سوال یہ ہے۔ ہاں

بلوچی کلچر ہے، براہوی اور بلوچی ایک ہی کلچر ہے۔ ہاں زبانوں میں کتابیں چھپتی ہیں اُسمیں کلچر تبدیل نہیں ہوتے ہیں، ٹھیک ہے نا۔ اگر آپ کہیں اور جگہ پر بیٹھے ہیں، تو آپ کسی صوبے میں کسی اور علاقے میں language زبانوں میں فرق ہوتا ہے، کلچر ایک ہوتا ہے بلوچ اور براہوی کا۔

جناب چیئرمین: کلچر پرے بلوچستان کا ہم سب کا ایک ہی ہے۔

جناب لا العبد الرشید بلوچ: دوسری بات یہ ہے کہ جوزیرے صاحب نے کہا تھا 1997ء میں ایک طریقہ بنایا تھا جس میں پاکستان میں، بلوچی اکیڈمی کا ہے، اتنا پشتو اکیڈمی کا ہے، اتنا براہوی اکیڈمی ہے، باقی جتنی اکیڈمیوں کے ہیں، اُسمیں ایک سسٹم یہ بنایا تھا، اُس وقت تک بلوچی اکیڈمی تھی اُسکی اُس وقت زیادہ تھی۔ اسی ratio سے یہ بڑھنا ہو گا۔ باقی اور کوئی زبانوں میں میرا خیال ہے فرق نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: جس طرح ہم بلوچستان کو زبانوں کا گلددستہ کہتے ہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ اُسمیں جو ہماری سندھی زبان ہے اُسکے لئے بھی گرانٹ رکھی جائے، اسی طرح پنجابی زبان ہے، اسی طرح بہت ساری چھوٹی زبانیں ہیں جو قریب المگ ہیں۔ یہاں دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ براہوی زبان ہے، دھواری زبان ہے، جتنی بھی زبانیں ہیں یہ شفافیتیں ہیں ہمارے بلوچستان کی۔ تو جتنی بھی ہیں انکو گرانٹ دی جائے تاکہ ادب تخلیق ہوتا کہ کتابیں شائع ہوں۔ میری خواہش ہے۔
جی منظر صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچھنی (وزیر نژاد و خواراک): بسم اللہ الرحمن الرحيم شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ نصر اللہ زیرے صاحب نے جو توجہ دلاؤ نوؤں پیش کیا ہے حقیقت میں میں اتنا کہہ دوں کہ ہر انسان کی اپنی ایک زبان ہوتی ہے، اپنا ایک کلچر ہوتا ہے، tradition ہوتا ہے اور اسی سے ایک قوم کی پہچان ہوتی ہے۔ جب بھی کوئی قوم اپنی زبان اور اپنا کلچر ختم کر دیتا ہے تو وہ مٹ جاتا ہے۔ آپ اگر تاریخ پڑھ لیں تو اُسمیں ہمیں بہت سی ایسی قومیں ملیں گی کہ جو دوسو سال، تین سو سال پہلے یہاں وجود رکھتی تھیں آج اُنکی زبانیں بھی نہیں ہیں، آج اُنکے کلچر بھی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی زبان بھول گئے۔ اس میں سب سے زیادہ اہمیت جو دی جاتی ہے وہ زبان کو دی جاتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک میں، ہم نے زبانوں کو اتنا protection نہیں دیا ہے جتنا دینا چاہیے۔ اگر آپ پشتو زبان کو لے لیں، براہوی زبان کو لے لیں، بلوچی زبان کو لے لیں یا ذرہی زبان کو لے لیں۔ تو یہ بہت اُنکے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے اکیڈمیز نہیں ہوئی ہیں آپ اگر نوجوان نسل کو دیکھ لیں تو ان کی توجہ سب سے زیادہ انگلش پر ہوتی ہے پھر جو ہماری قومی زبان ہے اردو اُس پر ہوتی ہے۔ اور ہم اپنی زبانوں میں میرے خیال سے اگر آپ نوجوان نسل کو دیکھ لیں تو ان میں سے آپ کو 90% یہے ملیں گے جس کو اپنی زبان کا لکھنا پڑھنا آتا ہی نہیں ہے۔ اُسکی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ سب سے پہلے تو اپنے آپ کو اس کا مجرم

سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی زبانوں کو اتنا promote نہیں کیا کہ جتنا کرنا چاہیے تھا۔ تو اس وجہ سے یہ اکیڈمیز جب بھی ہیں، ان کا main کام یہ ہے کہ وہ اس خطے میں اس صوبے میں اپنی زبانوں کو وہ تحفظ دے سکیں۔ اور نوجوانوں میں اسکو اتنا پھیلایا میں اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ اگر میں اپنے بچے کو پشتو نہیں پڑھاؤں گا، اُس کو لکھنا نہیں سکھاؤں گا تو وہ تو پشتو بھی بھول جائیں گے۔ اور اس طرح دنیا سے جتنے لوگ گئے ہوئے ہیں۔ آپ کو بتا دوں یہ جو یہاں مختلف حالات ہیں 40 سال سے افغانستان میں جنگ ہو رہی ہے۔ یا ایران میں یا کسی اور ملک میں۔ یہ لوگ بھی refugees بن کے کسی اور ملک میں جاتے ہیں آپ یورپ دیکھ لیں، آپ آسٹریلیا دیکھ لیں وہاں بھرے ہوئے ہیں ان لوگوں سے۔ اور ایسے میں نے دیکھے ہیں کہ وہ آپ پہچان بھی نہیں سکتے ہو کہ یہ پشتو ہے یہ بلوچ ہے، یا ہزارہ ہے یا افغان ہے یا کون ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی ثقافت، تہذیب و تمدن کو چھوڑ دیا انہوں نے اپنی زبان چھوڑ دی وہ اپنی زبان بول ہی نہیں سکتے ہیں پشتوں کو میں نے ایسے پشتو نوں کو دیکھا ہے جو اپنی زبان بھی نہیں بول سکتے۔ اسلئے کہ زبان کا وہ تحفظ نہیں ہوتا۔ یہاں اکیڈمیز بنی ہوئی ہیں ان کا کام یہی ہے کہ ہمارے اپنے یہاں رہتے ہوئے بھی، ہم اپنی زبان کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ اس کو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح انہوں نے پیش کر دیا کہ بلوچی، براہوی اور پشتو زبان سب زبانیں ہمارے لئے محترم ہیں انہوں نے کہا ہمارے لئے بھی محترم ہیں۔ اور یہاں پر جتنے وجود رکھتے ہیں سب ہمارے لئے برابر بھی ہیں۔ ہم نے سب کو ایک ہی نظر سے دیکھا چاہیے، چاہے یہاں زبان کے پانچ آدمی بھی موجود ہیں ہم ان کی زبان کی بھی عزت کریں گے ان کی تہذیب اور تمدن کی بھی عزت کریں گے یہ ہمارا فرض بنتا ہے میں تو کہتا ہوں اور انہوں نے یہ جو پیش کیا پھر یہ جو آپ نے کہا یہ کلچر ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی جو یہ تقسیم ہوتی ہے۔ اس دفعہ بھی بجٹ میں ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ ایسی اسکیمیات جنہوں نے کہا کہ جی جس ڈیپارٹمنٹ میں جس کا domain میں آتا ہے، وہ بجٹ اور وہ اسکیم اُسی کی ہو گی۔ تو اگر یہ کلچر ڈیپارٹمنٹ کا ہے تو پھر یہ ایجوکیشن میں کیوں آیا؟ اگر ایجوکیشن کا ہے تو وہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں کیوں آتا ہے؟ تو اس پر میں تو پہلے سے یہی کہوں گا کہ جو بھی جس کا domain ہے جو بھی جس ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ ہو ناچاہے پہلے تو وہی ہو ناچاہے۔ اگر یہ کلچر ڈیپارٹمنٹ کا ہے تو پھر یہ کلچر کو ملنا چاہیے، اگر یہ ایجوکیشن ہے تو ٹھیک ہے ایجوکیشن میں ہے۔ لیکن یہ جواب بھی میں نے اس کا بھی میں نے پوچھا کہ جی ایک اکیڈمی کو پانچ کروڑ لئے ہیں اور دوسرے کو ایک ایک کروڑ ملتا ہے۔ تو یہ پھر ایک فرق وہ دوسری زبان والے پھر تھوڑا سا محسوس کرتے ہیں کہ جی میرے ساتھ کیوں یہ رو یہ ہوتا ہے کہ کسی کو جی دس کروڑ ملتے ہیں اور کسی کو ایک کروڑ ملتا ہے۔ تو میں فناں ڈیپارٹمنٹ کے ایک ذمہ دار منسٹر کی حیثیت سے زیرے صاحب! آپ سے بھی کہہ رہا ہوں اور اپنے صاحب بھی رونگ دے سکتے ہیں میرے behalf پر کہ اگر ان شاء اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل سے اسکی سمری بھی بن جائیں گی اور جس جس زبانوں کے پیسے کم ہیں اُس کو برابر کریں گے۔ ہم کسی کا

کم نہیں کریں گے۔ ہم بلوچی زبان کو کم نہیں کریں گے چاہے بلوچی زبان کو اور بھی مل جائے تو میں خوش ہونگا، براہوی کو مل جائے، پشتہ کو مل جائے۔ لیکن ابھی جو بھی انہوں نے فارمولہ رکھا ہے بلوچی زبان کے لئے ہے براہوی زبان کے لئے ہے پشتہ کے لئے ہزارگی کے لئے جو بھی آپ لوگوں کے ہیں۔ تو کل سمری بنائیں گے اور اس کی جو پانچ کروڑ ہیں تو ان کے لئے بھی پانچ کروڑ رکھ کے آگے بھجوادیں گے۔ اور انشاء اللہ میں امید سے کہتا ہوں کہ جب تک ہماری گورنمنٹ ہو گی اسی گورنمنٹ میں ہم کریں گے۔

جناب چیئرمین: اس میں کیلئے غیازگی کو بھی شامل کر لیں۔

وزیر خزانہ: جی sorry؟

جناب چیئرمین: کیلئے غیازگی کو شامل کر لیں جو ایک رجسٹرڈ تنظیم ہے۔

وزیر خزانہ و خوارک: سارے وہ کر لیں گے اور پانچ، پانچ کروڑ روپے میں اپنی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں یا اسکو کروادیں گے۔ بڑی مہربانی جی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ثناء اللہ بلوچ صاحب آئے نہیں ہیں اور وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ کی جانب سے رونگ جائے اس کی سمری کے لئے تاکہ منسٹر صاحب کے لئے آسانی ہو جائے۔

جناب چیئرمین: بتاویا ہے، سمری آپ بنائے بھیج دیں تاکہ یہ process جو آج معزز زار اکیلنے کی ہے اکیڈمیز کے حوالے سے، اُس میں براہوی، بلوچی، پشتہ اور جو کیلئے غیازگی ہے جو ہزارگی زبان کی نمائندگی کرتی ہے، ان چاروں کے آپ بنائے بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: نصراللہ زیرے صاحب! ثناء اللہ بلوچ صاحب نہیں ہیں، وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اس کو defer کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی صاحب! آپ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں۔

جناب ظاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار یار محمد رند صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج اور 22 جولائی کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ خان مری صاحب، ملک سندر خان ایڈو و کیٹ صاحب اور میر پونس عزیز زہری

صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب چیئرمین: مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔

جناب چیئرمین: چیئرمین ہے؟ -OK۔ چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی! مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میں نصراللہ خان زیریے، چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی کی behalf پر تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 20 جولائی 2023ء تک توسعی دینے کی منظوری دی جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 20 جولائی 2023ء تک توسعی دینے کی منظوری دی جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 20 جولائی 2023ء تک توسعی دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی! مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کی بابت رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میں نصراللہ خان زیریے، چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی کی behalf پر مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین: چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی! مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میں نصراللہ خان زیریے، چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں سٹرکچر کی تشکیل، کو مجلس کی سفارشات کے بوجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹر ز کے 4 سروں

سٹرپھر کی تشکیل، کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لا جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔ مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹرز کے 4-tier سروں سٹرپھر کی تشکیل، کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: چیئرمین مجلس قائمہ برائے مکملہ صحت و بہبود آبادی مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹرز کے 4-tier سروں سٹرپھر کی تشکیل، کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: میں نصراللہ خان زیری، چیئرمین مجلس قائمہ برائے مکملہ صحت و بہبود آبادی کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹرز کے 4-tier سروں سٹرپھر کی تشکیل، کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹرز کے 4-tier سروں سٹرپھر کی تشکیل، کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔ مجلس کی رپورٹ بر فارماست اڈرگ انسپکٹرز کے 4-tier سروں سٹرپھر کی تشکیل، کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: موخر 17 جولائی 2023ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوانبر 1 پر بحثیت مجموعی عام بحث کا آغاز۔

جناب چیئرمین: جناب نصراللہ خان زیری صاحب آپ اپنی تحریک التوانبر 1 پر بحث کا آغاز کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: شکریہ مسٹر چیئرمین! آپ کی اجازت سے، یقیناً جو تحریک التوانبر دن ہم نے پیش کی تھی یقیناً جو واقعات پیش آئے تھے ہر نئی، زیارت کے علاقے میں ان واقعات کی میں ذرا کچھ تفصیل آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ کہ ہر نئی ضلع زیارت اور یہ پوری valley کوئی چالیس کلومیٹر ہے۔ زردا لو سے یا چپر لپ سے پھر اسپین تنگی تک یہاں کوئے کے بہت زیادہ ذخائر ہیں۔ جناب چیئرمین! بدقتی سے یہاں امن و امان کے نام پر یہاں ایفسی کو deploy کیا گیا۔ اور پھر ایفسی چونکہ وفاقی فورس ہے وفاقی حکومت وزارتِ داخلہ کے under کام کرتی ہے۔ تو ان کو صوبائی حکومت نے بُلا یا ظاہری بات ہے کہ صوبائی حکومت انہیں باقاعدہ طور پر پہنچ دے رہی ہے۔ بدقتی سے ہوا یہ کہ وہاں مقامی مائن زر زکوبلیک میل کر کے ان سے زبردستی 2014ء میں معابدے کرائے گئے کہ آپ نے نیٹن ایفسی کو پانچ سورو پے دینے ہیں۔ اور پھر یہ سلسلہ یہاں نہیں رکا، مچھ، ڈیگاری، یہاں پھر اسماعیل، مارواڑ، سورنخ، ان تمام، لوئی، چھاؤنگ، ان تمام علاقوں میں یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔ اور یہ سالانہ اربوں روپے بغیر کسی رسید کے جو اس آئین

پاکستان کے خلاف ہے۔ کہ کوئی بھی بندہ نقدر قم کوئی ڈیپارٹمنٹ وہ اپنی کسی جگہ نہیں رکھ سکتا کسی کی نقدر قم نہیں لے سکتا جب تک وہ بینک میں رسید جمع نہیں کرے گا۔ جناب اسپیکر! ہمارا جو منزراز ڈیپارٹمنٹ ہے وہ ما نز آنر سے ایک سوتیں روپے فی ٹن لے رہا ہے اور وہ پیسہ ہمارے صوبائی خزانہ میں جمع ہو رہا ہے میں نے اس سلسلے میں ماضی میں question کیا تھا تو جواب آیا تھا کہ ایک سوتیں روپے سے سالانہ دوارب روپے ہمارے صوبائی خزانے میں جمع ہو رہے ہیں۔ ایک سوتیں روپے کے حساب سے۔ اب آپ اندازہ لگائیں جناب اسپیکر! جب آپ پانچ سو روپے بجتہ لیں گے جب آپ مجھ کے کول ما نز آنر سے آپ، ہر نائی کے، شاہرگ کے، زرد آلو، خوست، لوئی، چماڑنگ کے، تو یہ اربوں روپے بغیر کسی اُسکے حکومتی خزانے میں جمع ہونے کے وہ چند لوگوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ پھر یہاں 2015ء میں حکومت نے باقاعدہ صوبائی کا بینہ کا فیصلہ میرے سامنے پڑا ہوا ہے جناب اسپیکر! 2015ء میں صوبائی کا بینہ نے فیصلہ کیا کہ ایف سی ما نز آنر سے ایک پیسہ بھی نہیں لے گا لیکن اس بات کو نہیں مانا گیا۔ جب آپ ایک منتخب حکومت اس منتخب اسمبلی کا جس طرح ابھی آپ نے رونگ دی، اس کا اگر کوئی خیال نہیں رکھے گا جس طرح ہم نے فارماست کا جو سروں اسٹرپچر کا آپ نے، ہم نے پاس کرایا یہ اب حکومت bound ہو گئی مکمل صحت کو وہ جلد از جلد اس پر عمل کرے اور ان کو 4 سروں اسٹرپچر کا جوفار مولہ ہے وہ دے دے۔ یہ ہوتی ہے یہ مقدس ایوان کی حیثیت یہ ہوتی ہے لیکن یہ ایسا نہیں ہوا جناب اسپیکر! ابھی حالیہ جو واقعات ہوئے ہیں وہ جناب اسپیکر! میں آپ کو بتاؤں کہ اپریل 2015ء میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اُس وقت کہا تھا کہ ایف سی والے کوئی رقم نہیں لیں گے۔ پھر اپریل 2021ء میں اُس وقت کے کورکمانڈر جزل سرفراز صاحب جو ہیلی کا پڑھادشہ میں جاں بحق ہوئے انہوں نے بھی اس رقم کو بند کیا۔ اور پھر جنوری 2023ء میں ایف سی نے دوبارہ اس غیر قانونی رقم وصول کرنے کا فیصلہ کیا۔ جناب اسپیکر! ہوتا کیا ہے 2015ء سے 2022ء تک 55 سو لیکن لوگ ہشتنگر دی کا شکار ہوئے۔ میں مجھ، لوئی، چماڑنگ، کسی اور جگہ کی نہیں میں ہر نائی ڈسٹرکٹ کی بات کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! 27 مئی کو چھپر لیٹ کے مقام پر ایف سی کیمپ سے محض پانچ سو میٹر جو آدھا کلومیٹر بتا ہے، کے فاصلے پر دن دیہاڑے 35 ٹرکوں پر فائز نگ ہوئی اور تمام کے الجن اور ٹائز بر سٹ کیئے۔ جناب اسپیکر! اُسکے بعد 26 جون 2023ء کو مانگی کے مقام پر ایف سی کیمپ سے محض دو کلومیٹر کے فیصلے پر بارہ ٹرکوں کو مکمل طور پر جلا گیا جس میں کوئلہ لوڈ تھا ان کو مکمل طور پر جلا گیا اور یہ نارا عمل 26 جون کو شام پانچ بجے ہوا اور رات بھر یہ سلسلہ شروع تھا۔ اب علاقے والے کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ اور حکومت کا اور ایف سی کا کچھ اور موقفہ ہے۔ مگر آج تک اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ جناب اسپیکر صاحب! تین دن پہلے یہاں عوامی اتحاد اور آل پارٹیز نے یہاں اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کیا۔ ہر نائی عوامی اتحاد اور آل پارٹیز کی جو پارٹی کمیٹی تھی ہم تمام پارٹیانی لیڈر صاحبان ملک نصیر صاحب، ملک سکندر صاحب اپوزیشن لیڈر صاحب اور عبدالخالق ہزارہ

صاحب بھی تھے، میں اُس میں شامل تھا۔ اصغر خان اچنڈی صاحب اور نصیب اللہ مری صاحب بھی تھے۔ ہر پارٹی کا ایک ایک نمائندہ اُن کے پاس ہم گئے پھر ان کا وفد بہاں آیا وزیر اعلیٰ چیئرمین اور ان کے ساتھ ہم نے تفصیلی گفت و شنید کی۔ اُن کے مطابق جوانہوں نے بتایا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ حیران رہیں گے کہ یہ عوامی اتحاد ہر نائی کا انہوں نے بتایا کہ کوئی پینتیس سے چالیس لاکھ سالانہ ٹن، اب 55 لاکھ پورے صوبے سے کوئلہ ہم صحیح ہیں۔ اور صرف ہر نائی سے کوئی پینتیس لاکھ اور جناب! انہوں نے بتایا کہ یہ تمام صورتحال ہے، اس کے لئے کیا بھی ہم نے سیکورٹی اقدامات اٹھانے ہیں۔ جب یہ ہمارے سامنے پڑا ہوا ہے۔ فیصلہ ہوا تھا۔ 2022ء میں جب واقعات ہوئے مانگی کا اس میں اے این پی کے خالق دادشہد ہوئے تھے۔ پھر وہاں دھرنا بیٹھا کوئی چالیس پینتیس دن پھر جناب وزیر داخلہ صاحب گئے تھے مسٹر فناں صاحب گئے تھے، کمشنر کو بلا یا انہوں نے وہاں ماٹز آزر سے انہوں نے معاہدہ کیا اور اس کمشنر نے سفارشات بھی لکھی ہیں۔ وہ سفارشات بھی میرے پاس ہے جناب اسپیکر صاحب! پھر دوبارہ یہ جوئے واقعات ہوئے سفارشات میں آپ کو دے دوں گا۔ وہ سفارشات جناب اسپیکر صاحب! پھر جب نئے واقعات ہوئے پھر دوبارہ میئنگ ہوئی ہے۔ انہوں نے عوامی اتحاد ہر نائی کے لوگوں نے دوسرے مطالبات پیش کئے ہیں کہ آخر کتب تک ہو گا کہ 26 جون سے آج 20 جولائی ہے یہ تقریباً پچیس دن ہو گئے ہیں۔ ہر نائی ضلع سے دوڑھائی ہزار ٹن کوئلہ نکالتا ہے۔ اتنے دنوں سے وہاں کوئلہ ڈمپ ہے۔ وہاں کوئلہ میں آگ لگ گئی، روزانہ کروڑوں روپے کا تقصیان ہو رہا ہے۔ اُس دن کے بعد آج دن تک وہاں سے کوئی لوڈنگ نہیں ہوئی ہے۔ کوئی کوئلہ نہیں اٹھایا گیا اور اس طرح ہزاروں لوگ متاثر ہو رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! پورا ضلع متاثر ہے coal mines owners متاثر ہیں، مزدور متاثر ہیں، ٹرک ڈرائیورز متاثر ہیں۔ اور کوئلہ پڑا ہوا ہے اُس میں آگ لگی ہوئی ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! آخر حکومت کا سیکورٹی اداروں کا، اس بجٹ میں منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ستر، اسی ارب روپے ہم نے سیکورٹی اداروں کے لئے امن و امان کے لئے رکھے ہیں۔ اور امن و امان کی یہ صورتحال ہے میں نے پہلے بتایا کہ صرف ہر نائی میں 55 لوگ ان سالوں میں civilian سولین ا لوگ شہد ہو گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اب ہر نائی کا جب وفادار تھا پاریمانی پارٹیوں کے لیڈر سے ملے تھے۔ تو وہاں وعدہ یہ ہوا تھا کہ جو سفارشات 2022ء میں کمشنر صاحب نے وہ سفارشات کی تھیں ان کو اسمبلی روونگ دے دے جناب چیئرمین صاحب! اُسکو آپ endorse کر دیں۔ اور باقی جوانہوں نے دوبارہ ابھی ہمیں بتایا کہ پاریمانی پارٹیوں پر، لیڈر ز پر مشتمل چیف سیکرٹری، آئی جی پولیس، اسی طرح کمشنرز یارت اور ہر نائی کے ڈپٹی کمشنر، وہاں ہر نائی عوامی اتحاد کے نمائندے اور ہمارے سیکورٹی ادارے مل بیٹھ کر ہر نائی کے ان معاملات کا جائزہ لے لیں اور ایسے اقدامات اٹھائیں تاکہ وہ آنے والے دنوں کے لئے ہر نائی کے عوام کو امن و سکون دے سکیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اسی طرح ابھی ہر نائی کے

واقعات ہو رہے ہیں۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ کم جولائی کی رات کو شیرانی کے دہانہ سر علاقے میں ایف سی کی چیک پوسٹ ہے آدھے فرلانگ پر پولیس کی چیک پوسٹ ہے۔ پولیس کی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا جس میں تین پولیس اہلکار شہید ہوئے اس کے لئے وہاں چودہ دن دھرنا ہوا۔ میں خود گیا پھر پندرہ جولائی کوڑوب اور شیرانی ضلع کے کم و بیش ہزاروں لوگوں کا قومی جرگہ منعقد ہوا جس میں میں بھی گیا تھا اسکا یہ مطالبہ تھا اور ہمارا بھی یہی مطالبہ ہے کہ دہانہ سر کے واقعہ کی جوڈیشل انکوائری کی جائے۔ لوگوں کا خیال یہ کہ یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹر دوں نے نہیں کیا ہے۔ ہزاروں لوگوں کا اعلامیہ تھا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ اگر ہے آئمیں کوئی ڈسٹرکٹر دلوٹ ہے تو آپ ہائی کورٹ کے نجح سے، جناب اسپیکر! آپ رولنگ دے دیں۔ ہائی کورٹ کے نجح سے دہانے سر کے واقعہ کے وہ انکوائری کرادیں۔ اور وہاں جو چیک پوسٹ کو ختم کیا ایف سی کی، وہاں مانا بھی گیا وہاں کو رکمانڈر صاحب بھی گئے تھے۔ ان کو بھی ڈی سی نے بتایا کہ اس چیک پوسٹ کو ختم کیا جائے۔ تمام صوبے سے ایف سی کی چیک پوسٹوں کو ختم کیا جائے۔ اور ہر نائی کے حوالے سے بھی میرا مطالبہ یہ ہوگا۔ ہر نائی کے واقعات کے کہ اس میں بھی جوڈیشل انکوائری کے لئے آپ رولنگ دے دیں۔ ان دونوں واقعات جو ہوئے ہیں چاہے شیرانی میں، چاہے ابھی ہر نائی میں۔ اور پرسوں کیا ہوا کبزی کا علاقہ ہے ٹزوہب ضلع ہے۔ وہاں لوگ آئے انہوں نے فائزگ کی۔ پہلے کرنل صاحب نے لوگوں کو بلا یا کہ یہاں ڈسٹرکٹر دوں کا گیٹ وے ہو گا۔ یہ کس طرح حکومت الٹ نہیں تمام واقعات 9 مئی کو DAWN نے لکھا تھا کہ یہ ابھی ڈسٹرکٹر دوں کا گیٹ وے ہو گا۔ یہ کس طرح حکومت الٹ نہیں ہے؟ تو میری آپ سے یہ استدعا ہوگی۔ جس طرح میں نے پہلے کہا کہ ہر نائی کا بڑا احساس مسئلہ ہے۔ بہت سخیدہ مسئلہ ہے۔ ہر نائی کے ہزاروں لوگ یہ زگار ہو گئے ہیں۔ شیرانی کے عوام کا مسئلہ ہے۔ ابھی آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! کہ ابھی ہر نائی میں لوگ نہیں جاسکتے چار بجے کے بعد ہر نائی شہر میں کوئی گاڑی نہیں جائیگی۔ ابھی خدا نخواستہ کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ وہاں ہر نائی کا رہنے والا بندہ کوئی میں ہو وہ پانچ بجے کے بعد چار بجے کے بعد وہ travel نہیں کر سکتا۔ تو میری آپ سے یہ استدعا ہوگی۔ باقی دوستوں نے بھی گزارش ہے کہ اس معاملے ان واقعات پر ذرا بولیں، اس امن و امان کی صورتحال پر، ویسے الٹ جاری ہوتے ہیں کہ اتنے لوگ آگئے، اس بارے میں بالخصوص ہر نائی کے جو ہم نے تحریک التوا اور دہانہ سر کے واقعہ کے حوالے سے اس میں جو سفارشات میں نے بتائیں کہ کمشنز صاحب اور ہمارے پارلیمانی لیڈرز کی اُن سفارشات کو endorse کیا جائے، رولنگ دی جائے حکومت کو تاکہ یہ معاملات بخوبی سرانجام پاسکیں۔

جناب اسپیکر صاحب۔ thank you

جناب چیئرمین: ملک صاحب! تحریک التوا ہے اس پربات کرنی ہے یا ہر نائی کے امن و امان پر؟

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آج کی اس تحریک التوا پر جس طرح ہر نائی اور دہانہ سر کے

حالات پر نصر اللہ ذیرے کی طرف سے جو تحریک التواحتی اُس نے امن و امان پر بحث کی۔ جناب اسپیکر! آج جس طرح بڑی تیزی سے بلوچستان بھر میں حالات خراب کیتے جا رہے ہیں پا خراب ہو رہے ہیں یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے اور ایک سوچنے کی بات ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح نصر اللہ ذیرے نے کہا کہ ہر نائی میں اب حالات اس نجح تک پہنچ چکے ہیں کہ لوگ چاربجے کے بعد وہاں سفر نہیں کر سکتے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہر نائی پر امن علاقوں میں سے ایک تھا۔ ساری رات وہاں پر سفر ہوتے۔ وہاں جو لوگ ہیں زمینداری ہے یا ان کی دوسری سب سے بڑی خاص کرمانشز کے حوالے سے جوانہوں نے با تین کیس آج وہ سب سے زیادہ متاثر ہو چکے ہیں اور ہزاروں لوگ جو ہیں وہ یہ روزگار ہو چکے ہیں جناب اسپیکر! دوسری طرف سے میں نے پچھلے اجلاس میں بھی وڈھ کا ذکر کیا۔ اور اس سے قبل جو ایک ماہ پہلے اجلاس منعقد ہوا، اس میں بھی جناب اسپیکر! میں نے وڈھ کی حالات پر روشنی ڈالی اور میں نے کہا کہ خدا نخواستہ ایک سازش کے تحت جان بوجھ کرو ڈھ کی حالات کو خراب کیا جا رہا ہے۔ دو دن قبل بھی میری اسپیکری وڈھ کے امن و امان کے حالات میں میرے خیال میں اس اسمبلی میں آچکی ہے۔ جناب اسپیکر! اب وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ کہ جو اس ایک مہینے کے دوران پوری حکومت کی مشینری چاہے وفاق ہو چاہے صوبہ ہو، ان سب نے وڈھ کا وزیر کیا۔ حتیٰ کہ قائم مقام صدر بھی وڈھ چلے گئے، قومی اسمبلی میں بھی وڈھ کے حالات پر بحث ہوئی اس صوبائی اسمبلی کے اندر بھی ہم نے بحث کی۔ لیکن کل رات مغرب کے بعد جناب اسپیکر! جو وڈھ کے حالات ہیں۔ اب وہاں ایک جنگ شروع ہو چکی ہے۔ کل مغرب کے بعد بڑے ہتھیاروں سے رات و قلعے سے میرے خیال جتنے بڑے پیمانے پر گولہ باری ہوئی ہے۔ وہاں ایک کانٹھ کی عمارت میں بھی میرے خیال میں گولے لگے ہیں، اور آبادیوں پر بھی مختلف گولے، کچھ لوگوں کے زخمی ہونے کے شواہد بھی ملے ہیں! جناب اسپیکر صاحب! پھر اجلاس کے دوران جناب اسپیکر نے روگنگ بھی دے دی وڈھ کے حالات کے متعلق اور اس نے وہ کمیٹی جو جس کا نصر اللہ ذیرے نے ذکر کیا کہ جو ہر نائی اور صوبے کے دیگر علاقوں کے امن و امان کے بارے میں تھی اس نے اپنی رپورٹ پیش کرنے تھی ایک رپورٹ بنانی تھی وڈھ کے حالات کے بارے میں بھی۔ اب آپ سے گزارش کر رہے ہیں چونکہ اسپیکر صاحب نہیں ہے چونکہ آپ چیئرمین کر رہے ہیں تو آج اس رپورٹ کو بھی اجلاس کے بعد ہمیں مرتب کرنی ہے۔ اور اس پر ہم پارلیمانی لیڈر ان بیٹھ کر اسکو ترتیب دینی ہے جناب اسپیکر صاحب! جس طرح میں اکثر کہتا ہوں کہ وڈھ، اسکو اسلئے خصوصیت حاصل ہے کہ یہ سردار عطاء اللہ مینگل کا گھر ہے۔ وہ بلوچستان کے پہلے وزیر اعلیٰ تھے اس صوبے کے لئے ان کی قربانیاں بہت زیادہ ہیں۔ وہ یونٹ کے خلاف انہوں نے جدو جہد کی آج اگر یہ صوبوں کو ملی ہے تو وہ انہی اکابرین کی جدو جہد کا نتیجہ ہے۔ جس میں آج یہ اسمبلی بنی ہے اور ہم مل بیٹھ کر اس صوبے کے حالات پر بات کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس ایک مہینے کے دوران میرے خیال میں حکومت نے ایک سنجیدہ کوشش بھی نہیں کی ہے۔ جو لوگ مورچ بند

تھے۔ پہلے بھی اس سے چھکلو میر آ کے روڈ پر بیٹھے رہے۔ کل رات انہی جگہوں سے جنگ بھی شروع ہوئی اور راکٹ بھی فائر ہوئے۔ اور رات، وہ تورات کا مسئلہ تھا لیکن صبح پھر دوبارہ جناب اسپیکر صاحب! سائز ہنے نوبجے کے بعد پھر وہاں بھاری ہتھیاروں سے فائز گ ہوتی رہی۔ جناب اسپیکر صاحب! اب اس اسمبلی کی مدت پوری ہونے والی ہے۔ ملک میں ایک نئے انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ بد قسمتی بلوچستان کی یہ ہے کہ یہاں انتخابات سے پہلے ہی کوئی حکومت ڈیزائن کی جاتی ہے۔ وقت اور حالات کے مطابق خراب کیے جا رہے ہیں۔ اور اسکو بنایا بھی جاتا ہے۔ لیکن جو وہ کے حالات ہیں جس طرح آج ان کو خراب کیا جا رہا ہے۔ اسکے پیچھے اور پچھنیں ہے آنے والے الیکشن ہیں۔ اور انکے لئے ایک ڈیزائن ترتیب کیا جا رہا ہے۔ کہ کسی پارٹی کو آپ نے دیوار سے لگانی ہے کس پارٹی کو آگے لے جانی ہے۔ کس کو وزیر اعلیٰ بنانا ہے۔ باقی ملک میں الیکشن تو ہوتے ہیں یہاں نہیں جناب اسپیکر صاحب! یہاں ایک لائن لگی ہوتی ہے، لوگ جا کر اپنانام دیکھتے ہیں کہ میں قبول ہوں یا نہیں؟ اسی طرح راستے پر ڈال کر کہ جی یہاں آگے بڑھیں، جی آپ آگے بڑھیں آپ آنے والوں دونوں میں ایکم پی اے ہوں گے۔ جی آپ آگے بڑھیں آپ آنے والے دونوں میں ایکم این اے ہوں گے۔ بلوچستان میں یہی ڈیزائن کیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اسی طرح پچھلے دور حکومت میں جو نواز شریف کی حکومت تھی، جام ایک وفاقی وزیر مملکت تھا تو انہی، گیس پٹرولیم کا۔ لیکن دوران حکومت سات آٹھ ماہ پہلے اس نے اپنی وزارت سے استعفی دیکر وزارت چھوڑ دی اور اسکے بعد میرے خیال میں پورے بلوچستان کو پتہ لگ چکا تھا کہ جام آنے والے دونوں میں وزیر اعلیٰ ہوں گے۔ اور اسی طرح ہو گیا کہ اس نواز ائیدہ، یہاں پارٹی بنائی گئی، پھر سات ماہ کے اندر سمیں لوگ شامل ہو گئے۔ ان کو جتوایا گیا۔ جنہوں نے جتوایا جناب اسپیکر صاحب! اس کو تو آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان میں صرف اور صرف بلوچستان کی بد قسمتی یہ ہے کہ آج ہم کہتے ہیں بلوچستان کی حالات اس طرح اتر ہو چکے ہیں اسکے پیچھے یہی تو تین اور یہی چیزیں کارفرماییں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر آج اختر مینگل کو ہٹایا جاتا ہے ان کی جگہ کسی اور کولا نے کی کوشش ہو رہی ہے کہ کوئی اور بندہ آجائے۔ تو کم از کم میں ان قوتوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کم از کم وہ پھر اسی caliber کا ہو کہ اگر آپ کل اسکو اس منصب پر بٹھائیں گے بلوچستان میں تو ہو گا؟ وہ اختر مینگل کے قد کا بندہ تو ہو گا؟ اگر آپ اس طرح گلوں میں لوگ پیدا کر کے جو سیاسی لوگ ہیں، جو سیاست کرتے ہیں، جو اس صوبہ اور اس کے عوام انکو مانتے ہیں، ان کو آپ ہٹا کر اس قدم کے لوگ لائیں گے تو پھر بلوچستان میں امن و امان ہو گا نہ کوئی کرپشن پر قابو پالے گا۔ آج اگر بد قسمتی سے بلوچستان میں اس حد تک کرپشن بڑھ چکی ہے۔ اور امن و امان آج ہر چیز یہاں یک رہی ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ صوبے کے عوام کا قصور نہیں ہے۔ وہ تو اپنا ووٹ دے دیتے ہیں۔ لیکن قصور ان لوگوں کا ہے ان قوتوں کا ہے کہ کم از کم ہم اس بلوچستان کے عوام مر انکو مسلط کرتے ہیں۔ اور جب اس کو بلوچستان کے عوام مر مسلط کرتے ہیں اور اسکے بعد پھر ہم

امن و امان کی بات بھی کرتے ہیں ”کہ بلوچستان کے لوگ باغی ہیں۔ بلوچستان کے لوگ پہاڑوں پر گئے ہیں۔ بلوچستان کے لوگ بیہاں حق و حقوق کی بات کرتے ہیں۔ بلوچستان کے وسائل کی بات کرتے ہیں“، جناب اسپیکر صاحب! یہ ملک ہم سب کا ہے۔ بلوچستان کے عوام کا حق سب سے پہلے بلوچستان کے وسائل پر بلوچستان کے عوام کا حق ہے۔ اور اختر مینگل کا یہی تصور ہے کہ وہ جو قومی اسمبلی میں بھی یہی بات کرتا ہے کہ بلوچستان کے وسائل پر سب سے پہلے بلوچستان کا حق ہے۔ اور اُسکے بعد پھر اس ملک کے دیگر صوبوں کا۔ لیکن یہ بات شاہد کچھ قوتوں کو کچھ لوگوں کو ناگوار گزرتی ہے۔ اُس کے بعد جناب اسپیکر صاحب! آج حالات آپ کے سامنے ہیں۔ آج ہر طرف ہم نے جو، جناب اسپیکر صاحب! اس طرح یہ مکافات عمل ہے کہ اگر ہم کوئی چیز بنا کر آج اپنے لئے استعمال کرتے ہیں کل وہ ہمارے ہی گلے پڑے گی۔ کل یہی طالبان کو جو مجاہدین کہلاتے تھے۔ جو روس کے خلاف انہوں نے لڑائی میں بھرپور حصہ لیا۔ جب روس افغانستان سے چلا گیا، وہاں امریکہ کے لوگ آگئے، تو یہی ہوا کہ وہ طالبان موجود تھے۔ وہ پہلے مجاہدین تھے پھر طالبان بن گے۔ ایک دفعہ ان کو حکومت ملی پھر انکو ہٹایا گیا، پھر وہاں کرزی آئے اُسکے بعد اشرف غنی آئے۔ لیکن اُسکے بعد بھی جب تیس، چالیس سال کے بعد بھی لاکھوں افغان شہید ہوئے۔ اُسکے بعد افغانستان میں امن نہیں آسکا۔ وہی امریکہ، افغانستان سے راتوں رات چھوڑ کر بھاگ گیا۔ آج کیوں افغانستان میں افغان کی اپنی حکومت ہے۔ لیکن کل جو امن تھا، آج وہ افغانستان کے اندر وہ نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! آج وہاں سے پاکستان پر جو حملہ ہو رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ اُس سرزی میں کے لوگ ہیں استعمال ہوتے ہیں۔ پہلے یہی لوگ تھے جو اس سرزی میں پر بھی ہوتے تھے وہاں جا کر کچھ کرتے تھے۔ آج وہیں پر بیٹھ کر ہمارے خلاف کچھ کرتے ہیں۔ یہی چیز یہ پودا ہم نے خود لگایا جناب اسپیکر صاحب! ہماری پالیسیاں ایسی ہونی چاہئیں جناب اسپیکر صاحب! جو اس ملک کے مفاد میں ہو، اس طرح نہ ہو کہ آج ہم اس ملک کی بنیادیں کھوکھلا کریں۔ آج ہم آئی ایم ایف کے قرض دار ہیں۔ سالوں سال آئی ایم ایف کے ساتھ بیٹھ کر ہم اُسکے ساتھ ایگر یمنٹ نہیں کر سکتے۔ ہم کہتے ہیں کہ عمران خان نے سات ماہ میں آئی ایم ایف کی ایگر یمنٹ توڑ کر اس ملک کا خزانہ خالی کر دیا۔ اور اُس کے بعد پھر اسی آئی ایم ایف کے ساتھ سخت شرائط پر بیٹھ کر پھر ہم نے کہا کہ آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدہ کیا۔ اور ملک کو ڈیفالٹ ہونے سے بچایا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ ساری پالیسی ہماری ہیں۔ اور اس کی سزا بلوچستان کے عوام بھگت رہے ہیں، پنجاب کے عوام بھگت رہے ہیں پاکستان کے دیگر صوبوں کے عوام بھگت رہے ہیں۔ یہ ہماری حکمرانوں کی پالیسی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح میں نے کچھ دفعہ کہا کہ ہوش کے ناخن لیں جناب اسپیکر صاحب! وڈھ کے حالات خراب ہونے کے ساتھ صوبے کے حالات خراب ہوں گے۔ اور جب صوبے کے حالات خراب ہوں گے، پھر اس ملک کے حالات خراب ہوں گے۔ اور جو امن و امان پر گیتیں میسے خرچ کرتے ہیں کہ آج اگر ہم 70 ارب روپے ہم امن و امان پر

دے سکتے ہیں۔ جس طرح ابھی نصر اللہ نے کہا تو یہ ہم اپنے عوام پر خرچ کریں۔ اُن کی روزگار پر خرچ کریں۔ اُن کی صحت پر خرچ کریں۔ اُن کی تعلیم پر خرچ کریں۔ کیوں، ہم آج مسلک ہو کر ہر چورا ہے پر کھڑے ہو کر کہیں کہ یہاں امن لانے کے لیے ہیں۔ کیوں، ہم لوگوں کے دلوں کو ناجیتیں۔ ہم اپنے عوام، جو ہماری عوام چاہتی ہے ہم وہی کچھ کریں۔ اگر آج کسی نے یہ سوچا ہے کہ کل آنبوالے ایکشن میں ہم کوئی نئی شکل لے آئیں گے کسی کو ہٹا کر کسی کو لا کر، اُسکی باری ختم، اُسکی باری شروع۔ تو میرے خیال میں نا اس صوبے میں امن و امان رہے گا۔ جناب اپیکر صاحب! رولنگ تو پچھلی دفعہ اس اپیکر صاحب نے دی کہ آپ رپورٹ مرتب کریں۔ اور ہماری کمیٹی بنی ہوئی ہے اُس پر بیٹھ کر ہم وڈھ کے حالات پر ایک رپورٹ بھی بنائیں گے؟ آپ کو دیں گے۔ لیکن آج آپ سے بھی یہی گزارش ہے اور آج اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے دیگر جو ہماری پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے دوست ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی بلوچستانی ہیں۔ آج اگر وہاں کے حالات خراب ہوں گے، ایک اہم اور حساس مسئلہ ہے اس پر وہ بھی بولیں اُس پر بات کریں۔ یہ صوبہ ہم سب کا ہے جناب اپیکر صاحب! اگر وڈھ میں لوگ اتنے طاقتوں ہیں کہ وہ ریاست کو چینچ کرتے ہیں۔ اور وہ اتنے طاقتوں ہیں کہ جن کے خلاف دس، دس ایف آئی آر ز درج ہیں اُس کے باوجود وہاں بیٹھ کر صوبائی حکومت وزیر داخلہ پوری دنیا جا کر ان سے مذاکرات کرتے ہیں۔ پھر ایک عام غریب کو ایک سائکل کی چوری میں ہم کیوں بند کرتے ہیں؟ پھر عام ایک غریب کو ہم کسی دکان سے کوئی لگھی کے ڈبکی شکل میں ہم کیوں اسکو جا کر عدالتوں میں کسی نجح کے سامنے پیش کرتے ہیں؟ پھر یہ ہیں کہ طاقتوں چور یا طاقتوں ڈاکووں طاقتوں ہے اسکو کوئی کچھ نہیں کر سکتا اُس سے حکومت کہہ سکتی ہے نہ کوئی ریاست کہہ سکتی ہے، کیونکہ وہ طاقتوں ہے۔ جو جتنا بڑا طاقتو۔ ہم کہتے ہیں کہ طاقت سب سے پہلے اللہ پاک کی ہے۔ اور جو اللہ پاک چاہتا ہے وہی کچھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم غلط پالیسیاں ترتیب دیں گے جناب اپیکر صاحب! اسکا خمیاز ہے ہمارا صوبہ اور ہمارا ملک بھی بھگتے گا اور اس کا نقصان ہم سب کو ہوگا۔ ہمیں مفاہمت کی طرف جانا ہے جناب اپیکر صاحب! ہم شہید نواب اکبر بگٹی کی مثال دیتے ہیں بار بار مثال دیتے ہیں۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو بہت ساری چیزیں جو ہماری حکومت، ہماری دیگر قوتوں میں ان کے ساتھ کرمل بیٹھ کر طے کر سکتے تھے، حل کر سکتے تھے۔ آج جو لوگ نہیں ہیں جن سے بار بار یہی کہا جاتا ہے کہ جی کمیٹی بنائی کر، کبھی اس اسمبلی نے بھی کوئی کمیٹی بنائی کہ جا کر ان سے مذاکرات کریں لیکن وہ بے سورہا۔ کیونکہ بے اختیار کمیٹی سے، ایک با اختیار کمیٹی ہو جو ڈائیاگ کو منطقی انجام تک پہنچائے۔ اور یہ مسئلہ جو آج جس کو اٹھا کر کھڑا کیا جا رہا ہے جناب اپیکر صاحب! یہ میں کہتا ہوں کہ کسی کے مفاد میں نہیں ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ بھی آج دوبارہ رولنگ دیدیں اور وڈھ کے حوالے سے کوئی کمیٹی جو ہم نے بنائی ہے۔ وہ اپنی رپورٹ بھی مرتب کرے۔ اور ساتھ ہی اس مسئلے کو آج، میں کہتا ہوں کہ دیگر کارروائی کو روک کر اس مسئلے پر یہاں ڈبیٹ کی جائے۔ thank you sir

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی زابر کی صاحب۔

میرزاد علی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ thank you جناب اپیکر صاحب! تحریک التوا جو ہمارے فاضل دوست نصراللہ ذیرے نے پیش کی، یہ ہر نائی اور دانہ سرکی۔ واقعی بہت بڑا افسوسناک واقعہ ہوا ہے کہ ہر نائی میں اتنے زیادہ ٹرک جلانے گئے۔ ہمارے بلوچستان میں جس کے ہیں جو کوئی بندہ ہے اسکا مالک ہے اسکا نقصان اللہ تعالیٰ اپنے غیب سے دے دے۔ دوسرا جو دہانہ سرکی ہماری پولیس چوکی ہے ہمارے بلوچستان کی پولیس ہو، چاہے لیویز ہو، چاہے جس ادارے کے ملازم ہوں۔ ان کو شہید کیا گیا ہے۔ دراصل جناب اپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ جو ڈیش اکاؤنٹری ہو جائے، کم از کم معلومات ہو جائیں کہ یہ کس نے کیا ہے اور کون اسکے پیچھے ملوث ہے؟ جو بھی کوئی ہیں جس علاقے کے ہیں جو ڈیشترکٹ ہیں اکاؤنٹری میں لا کر کہ پتہ چلے کہ یہ ڈیشترکٹ دی بلوچستان میں کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ اسے روکنا ہماری موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے ہمارے ہوم فیڈریشن صاحب آج بیٹھنیں ہیں ضیاء صاحب۔ کاش وہ بیٹھتے ہم اسکو بتا دیتے کہ یہ ذمہ داری ساری اسی کی ہے۔ کم از کم وہ موقع پر گیا ہے یا نہیں گیا وہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ تو اس پر اسکو یکشن لینا چاہیے۔ باقی جو ہمارے ٹرک ہیں وہ ہمارے مسلمان بھائیوں کے ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ بلوچستان سے پڑوز و راپیل کرتے ہیں جناب اپیکر صاحب! کہ ان لوگوں کو معاوضہ دیں۔ ہر ٹرک، آج کل آپ کو پتہ ہے دو، تین کروڑ کا ہے۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! ساتھ ساتھ میں وڈھ کے امن و امان کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ وڈھ میں عید سے پہلے ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان عبد القدوس بنجوانے با قاعدہ ہمیں، میں تھاوزیر داخلمیر ضیاء لانگو تھے، آئی جی پولیس تھا، ہم لوگ وڈھ گئے ہم نے سردار اختر صاحب سے بھی ملاقات کی۔ اور اس کے بعد ہم نے شفیق مینگل سے بھی ملاقات کی۔ بہر حال کافی حد تک ہم لوگوں نے کوشش کی۔ ہم ہٹ کر ایم پی اے۔ ہم بلوچستان کے تمام معبرین چاہے جس پارٹی سے ہیں، چاہے سردار ہیں، چاہے معبر ہیں، وڈھ کے حالت کو ہر کوئی اسکا پتی ذمہ داری سمجھیں کہ کون حق پر ہے کون ناجائز ہے، کم از کم اس کو، اس حالت کو، جو بھی رات کو، ابھی سو شش میڈیا میں چل رہا ہے کہ فائر نگ ہو رہی ہے تو اس کو ہم قابو، اگر خدا نخواستہ جناب اپیکر صاحب! اگر ہم لوگوں نے قابو نہیں کیا، یہ قتل و غارت جب ایک دفعہ شروع ہو گیا جناب اپیکر صاحب! یہ پھر بند نہیں ہو گا۔ ہم وزیر اعلیٰ بلوچستان میر عبد القدوس بنجوانے پر پڑوز و راپیل کرنے ہیں، اور وزیر داخلمیر ضیاء لانگو صاحب جو بہاں نہیں ہیں، ہم تمام ایم پی ایز اس وڈھ کے واقعہ کے لیے ہم سب وہاں چلے جائیں ایک بار نہیں دس بار جائیں۔ یہ دونوں فریقوں کو دیکھ لیں کہ اصل مقصد کیا ہے وجہ کیا ہے کون قصور وار ہے کم از کم دنیا اور اس اسمبلی کے سامنے پتہ تو چلے۔ یہ کارخیر ہے جناب اپیکر صاحب! دو مسلمان بھائی کو آپ درمیان میں جا کر قتل و غارت سے بچاتے ہیں یہ نفل نماز ہر چیز سے بہتر ہے۔ یہ ہم تمام بلوچستان، تمام مسلمان بھائیوں کے اوپر فرض ہے۔ ابھی رات کو

سوشل میڈیا میں بھی چل رہا تھا ہمارے نواب اسلام رئیس امنی صاحب نے بھی سردار اختر مینگل سے بات کی ہے۔ تو اس نے بھی کافی، میرے خیال سے سو شل میڈیا پر چل رہا ہے کہ اس نے کافی حد تک اس مسئلے کو کسی جگہ پر لے گیا ہوا ہے۔ ابھی جناب اپسیکر صاحب! یہ گورنمنٹ بلوچستان ہمارے وزیر اعلیٰ عبد القدوس صاحب اور وزیر داخلہ ضیاء لاگو صاحب کا فرض ہے کہ فوراً وہاں جائیں۔ ہم ایک دفعہ گئے ہیں بار بار جانے کے لیے تیار ہیں۔ وہاں بیٹھیں جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ہم وہ سے نہیں نکلیں گے۔ تو اس حوالے سے جناب اپسیکر صاحب! ہم لوگوں نے بات کی بلوچستان کے ہر علاقے میں خدا نخواستہ چاہے جس علاقے میں قتل و غارت ہو رہا ہے۔ چاہے ہشتنگر دی ہو رہی ہے۔ چاہے انواع برائے تاوان، چاہے بھتہ خوری جو ہو رہا ہے، ہم سب کے سب بلوچستان کے پورا بلوچستان ہمارا ملک ہے۔ ہمارے علاقہ ہیں، ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسے حالت کو ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے کنٹرول کریں۔ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری رکھی ہے۔ ہم اس اسمبلی فورم میں بیٹھے ہیں اسی وجہ سے بیٹھے ہیں جو بلوچستان کے مسئلے ہوتے ہیں اس اسمبلی فورم میں ہم اسکی آگاہی کر دیں۔ thank you جناب اپسیکر۔

جناب چیئرمین: شکری۔ جی مولوی نور اللہ صاحب۔

مولوی نور اللہ: شکریہ جناب چیئرمین (عربی) یہ جو میں نے پڑھا اس کامفہوم اس طرح ہے کہ حق کی بات سے خاموش رہنے والے جانے کے باوجود وہ گونگا شیطان ہے۔ شیطان بھی ہے اور گونگا بھی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر اجازت ہو تو میں پشتو میں بولوں، میرے ووڑز جو ہیں وہ اکثر اردو سے ناواقف ہیں۔

جناب چیئرمین: جی آپ کو اجازت ہے۔

مولوی نور اللہ: (پشتو۔ اردو ترجمہ): جناب اپسیکر! یہ جو حالات ہمارے صوبے میں ہیں یہ اسکی عکاسی کرتا ہے کہ یہاں نکوئی ادارے ہیں، نکوئی حکومت ہے اور نہ حکومت کا کنٹرول ہے۔ یہ حساس اداروں کے چیک پوسٹوں کے ارد گرد کوئلہ کے بھرے ہوئے ٹرکوں کو آگ لگادی جاتی ہے، ایک نہیں آدھا درجن ٹرکوں، گاڑیوں کو آگ لگادی گئی اور کوئلہ کو آگ لگائی۔ ادارے خاموش تماشائی بیٹھے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ آگ کے شعلے آسمان کو چھوڑ رہے ہیں اور دھوکیں سے آسمان بھرا ہوا ہے۔ اور یہ لوگ آزادی اور تسلی سے یہ کارروائیاں کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ انسانوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ یہ کیسی حکومت ہے؟ یہ کیسی ایجنسیاں ہیں؟ جب کاؤن کے لوگوں کو اتوں کو مشتبہ اور غیر متعلقہ آدمی، یہ آسمان دھوکیں سے اتنا بھرا ہوانہیں ہے کہ دیکھنہیں رہے ہیں۔ اور یہ آگ کے شعلوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ایس انج اور صاحب، رسالدار صاحب، میجر اور کرنل صاحب یہ آگ کے شعلے نہیں دیکھ رہے ہیں اُن کی آنکھیں کیا بند ہیں؟ یہ قوم کا ٹیکس اور اس اسمبلی میں کھربوں کا بجٹ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی پیش ہوتا ہے اور ان اداروں کو اور حکومتی اراکین کو اس بجٹ

سے ان کو معاوضہ اور تنوہا مل رہی ہے۔ کہ آیا اس تماشے کے لئے یہ تنوہا اور معاوضہ دے رہی ہے، پھر قوم کے لئے امن و امان کو برقرار رکھنے کیلئے دے رہی ہے؟ اس کا جو عمل ان حادثات پر ہیں یہ اس کی عکاسی اور ترجیحی کرتا ہے کہ اس تماشے کی بنیاد پر ہمیں یہ استحقاق حاصل ہے کہ ہمیں مراعات اور تنوہا ملے گی۔ بازاروں کے درمیان مقابلہ شروع ہے، ایسا گارہا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کی بڑائی شروع ہے۔ اختر مینگل اور شفیق مینگل اس تصادم اور اس جھڑپ اور انکے حملے، یہ آواز یہاں کوئی تک پہنچ گی ہے اور پوری دنیا سن رہی ہے اور حکومت بلوچستان اور ایجنسیز پاکستان خاموش ہیں انکو سنائی نہیں دی رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہاں بدامنی ہو۔ یہاں قتل و غارت ہو، یہاں افرا و تفریخ ہو۔ یہاں وسائل کو قبضہ کرنے کیلئے ایک ماحول سازگار ہو۔ ہمیں کہتے ہیں کہ اس حکومت کا آشیرباد حاصل ہے۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس غریب صوبے کے لامحدود وسائل پر قبضہ میں کیسے کروں اور اس وقت کروں گا کہ پشتون جو ہیں وہ بلوچ سے لڑیں، اور بلوچ وہ بلوچ سے لڑیں۔ اور اس جرم میں اکیلی ایجنسیز نہیں، اکیلی حکومتی انتظامیہ نہیں، اسیمیں اس اسمبلی کے اراکین بھی حصہ دار ہیں۔ اور اس جرم میں شریک ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی صحیح مجرم کی نشاندہی کے لئے تیار نہیں ہے۔ ایسی قیادت اگر قوم کی ہوتی یہ قوم ایسی مشکلات کیسا تھا ہمیشہ آمنے سامنے ہو گی۔ ہم دیکھ رہے ہیں جتنے بڑے منصب پر فائز سیاسی لیڈر، انتظامی آفیسر، کہ جب مجرم کے بارے میں اُن سے پوچھیں تو کہتے ہیں بازبان حال، بازمان قول نہیں۔ یہ بات نہیں کریگا کہ مجرم کون ہے۔ ہاتھ اپنے بازو کی طرف اس طرح کریگا کہ کس نے کیا ہے؟ اُس نے کیا ہے یہ قوم کی بد قسمتی ہے۔ یہ ملک کی بد قسمتی ہے کہ حکومت کی ذمہ داران، قوم کے محافظین اور قوم کے درمیان میں یہ بداعتمادی ہے کہ قوم، عوام یہ بات اپنی ذمہ داریاں ایجنسیوں سے چھپاتے ہیں کہ اسیں شامل، اور شراکت دار اور حصہ دار اور اسکے ذمہ دار اس ملک کی ایجنسیاں ہیں۔ جب اعتماد کا یہ فرداں ہو اور یہ شک و شہادت ہو تو اس ملک کی حفاظت کون کریگا؟ اور اس ملک کی حفاظت یا تو یہ عوام ذمہ دار ہے یا قوم کی فوج یا پھر قوم کی ایجنسیاں ذمہ دار ہیں کہ اس ملک کی نہ معيشت محفوظ ہے اور نہ ہی اس ملک کی سیاست محفوظ ہے۔ اس ملک کا معاشرہ گوناگون مشکلات سے دوچار ہیں۔ اور یہ عام عوام کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ برس منصب فائز انسانوں اور لیڈروں، اور مشران، اور ایجنسیوں کا یہ قصور ہے کہ اس ملک کو اس افراتفتریخ سے دوچار کیا ہے۔ اور اگر یہ ایجنسیاں اور یہ عوام اور یہ عدم اتفاق اور بداعتمادی یہی وجود رکھیں تو یہ پاکستان کو اسرا یل دشمنی کی ضرورت نہیں ہے، ہندوستان کی دشمنی کی ضرورت نہیں ہے، یہ دشمنی کافی ہے جو یہاں بیٹھا ہوا ہے اور اس ملک کا اپنے آپ کو مالک سمجھتا ہے۔ جناب چیزِ میں! یہ 17 گاڑیاں نہیں ہیں جن کو آگ لگادی گئی ہے۔ یہ 17 سو گھرانے یہ روزگار ہو گئے ہیں۔ اور انکا نان شبینہ ان سے چھینا گیا ہے۔ ڈرائیور کی شکل میں یہ روزگاری پیدا ہوئی، کلیز کی شکل میں یہ روزگاری پیدا ہوئی ہے اور مالک کی شکل میں ڈیڑھ کروڑ کا ٹرک جلا یا گیا ہے جو اس نے اپنے خون و سینے سے کمایا تھا آج وہ تباہ و بر باد

ہوا ہے۔ کان کا مالک تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ کوئی کتابہ کا تاجر تباہ و برباد ہوا ہے۔ بھٹے مالکان تعطل و مشکلات سے دوچار ہیں۔ اور مکانوں کی تعمیرات کا کام متاثر ہوا ہے۔ مختلف آشیاء ان کے ساتھ متاثر ہوئی ہیں۔ جناب اپنے! عرض یہ ہے کہ آج حکومت کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ پہلے پہل یہاں اس چوک سے شروع کریں، یہاں روزانہ تین دھرنے اور تین احتجاج ہو رہے ہیں۔ اگر یہی احتجاج والے برقق ہیں، صحیح ہیں تو پھر حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ اتنے مسائل حل کرے۔ اگر غلط ہیں تو پھر حکومت اپنی رٹ قائم کرے کہ آپ نے کس طرح بغیر اصول، بغیر جواز آپ نے شاہراہ عام جو عدالت اور مقتضیہ کے درمیان میں ایک شاہراہ ہے، جو بہت اہم ہے، جو سارے انسانوں کی گزرگاہ ہے آپ نے بند کیا ہے اور متاثر کیا ہے۔ ہر روز قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ، دہانہ سر، ثروت میں دھرنے ہو رہے ہیں ہڑتا لیں ہو رہی ہیں شترڈاون اور پہیہ جام ہو رہے ہیں۔ یہ قلعہ سیف اللہ اور مسلم باغ شہر اور ہمارے علاقے یہ خوف صرف ہر ناٹی میں نہیں ہے یہ خوف صرف دُکی میں نہیں ہے یہ خوف ثروت میں ہے، یہ خوف مسلم باغ اور قلعہ سیف اللہ میں ہے۔ کہ جس وقت میں قلعہ سیف اللہ سے آرہا تھا تو میری عوام نے مجھے یہ درخواست کی ہے کہ اسمبلی کے فلور پر یہ بات کروں کہ ہماری دکانیں لوٹ رہی ہیں چوریاں ہو رہی ہیں، ظلم ہے۔ لڑائیاں ہیں۔ قتل ہو رہے ہیں۔ بے عزتی ہو رہی ہے، چادر اور چارڈیواری کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ اللہ کے واسطے اسمبلی میں آواز اٹھا ہیں، یہ اختر مینگل اور شفیق مینگل کی لڑائی پوری دنیا کو پتہ ہے اور سیاسی قیادت ہے اور ایک دوسرے کے قبائلی شخصیت ہیں اس کا نوٹس نہیں لیا ہے کہ اس جنگ کو ہم ختم کریں۔ اگر یہ دفعہ یہ لڑائی شروع ہوئی تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہ لڑائی آپ کے مفاد میں نہیں ہے اور اس صوبے کے مفاد میں بھی نہیں ہے اور قبائل کے مفاد میں بھی نہیں ہے۔ اور قبائل کے خیر میں بھی نہیں ہے اور سیاست کے لئے نیک ٹگون بھی نہیں ہے اور قوم و ملک کا مجموعی امن و امان اس سے متاثر ہو سکتا ہے۔ پنجاب متاثر ہو سکتا ہے، خیبر پختونخوا متاثر ہو سکتا ہے۔ دانسر ایک بلوچستان کا روڈ نہیں ہے، روڈ صرف بلوچ کا روڈ نہیں ہے۔ آج یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ پشتون بول رہے ہیں کہ میرے روڈ پر بلوچ نہ آئے اور بلوچ کہہ رہے ہیں کہ پشتونوں کی گاڑیاں میرے روڈ پر نہیں چلیں گی۔ یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو غیر سنجیدہ اور غیر ذمہ دار ہیں۔ اور کسی نے ان سے کہا ہے جس کی گاؤں میں کوئی حیثیت نہیں ہے، نشی ہے (چرسی) لوچ ہے، لغزوی ہے، جے حیثیت ہے، بے منصب ہے، کوئی حیثیت نہیں ہے اس معاشرے میں ان کے ساتھ ہمارے ذمہ دار اداروں کا کارڈ اُنکی جیب میں ہے۔ جب جرم کریں، موقع پر ان کو مشکل پیدا ہو جائے تو وہ اپنی جیب سے اُس وقت کا رذ کال دیتا ہے کہ یہ میرا کارڈ ہے اس اسمبلی سے میں پوچھتا ہوں کیا یہ نہیں ہے؟ شاید جو ہم یہاں بیٹھے لوگ اپنی جیبوں کی تلاشی لے لیں تو ہماری جیبوں میں بھی کارڈ موجود ہونگے۔ ہم پاکستان کے ایک ایک چپے، ایک ایک اٹچ کی حفاظت اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ جو بھی پاکستان کا دشمن ہے ہمارا ایمان یہ کہتا ہے کہ یہ میرا دشمن ہے۔ میرا دوسرا دشمن نہیں ہے۔ ”حُبُّ الْوَطْنِ مِنْ الْإِيمَانِ“ ہم

ایجنبیوں کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم میجر، کرنل اور الیس ایچ او کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم اے سی اور ڈی سی کے خلاف نہیں ہیں۔ آپ کا کردار کیا ہے، آپ کا کردار اگر ڈی سی کا ہے، اگر جوان ہو یا بچہ ہو، میرے لئے بھائی قبول ہو، آپ کا احترام، آپ کا استحقاق، آپ کے مراعات، آپ کی شخصیت، آپ کی حفاظت، میں اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مولوی صاحب! آپ محض کریں۔

مولوی نوراللہ: (عربی) تو عرض یہ ہے میں قلعہ سیف اللہ میں، ثروت میں دہانہ سر میں، ڈکی میں، ہر نائی میں، وڈھ میں، بلوچستان کے ہر ہر کونے میں اس بدامنی، اس دشمنی، اس کوئلے کے ٹرکوں کو آگ لگانے کی مذمت کرتا ہوں۔ اور حکومت کی سردمہری پھر دوبارہ دوبار مذمت کرتا ہوں کہ اس کا نوٹس نہیں لیا ہے۔ آخر میں ایک اپنا فریضہ سیاسی اور منصی ادا کرنا چاہتا ہوں، ملک نصیر صاحب سے مذعرت کے ساتھ کہ وہ کہتا ہے کہ افغانستان۔ افغانستان کو ہم نے پالا، جہاد کے لئے تیار کیا، اور جہاد کر لی۔ اور جب حامد کرزی تھا تو امن تھا، اور جب اشرف غنی تھا امن تھا، لیکن جب ملا آیا تو بدامنی پیدا ہوئی، یہ۔۔۔ (مداخلت) بدامنی کا باعث ہوا۔ اچھا! یہ افغانستان کی موجودہ حکومت، ہمارے نظریے کی وابستگی اُنکے ساتھ ہے۔ لیکن مزید ہم اُنکے کرتوت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور اس وقت یہ مطالعہ کے حوالے سے میں چیلنج دیتا ہوں یہ افغانستان یہ ایران کا ہمسایہ ہے، یہ افغانستان یہ چاننا کا ہمسایہ ہے۔ یہ افغانستان تا جکستان اور وسط ایشیاء کے ریاستوں کا ہمسایہ ہے لیکن کہاں بدامنی پیدا ہوئی ہے؟ ایران میں بدامنی ہے کیا؟ نہیں تا جکستان میں بدامنی ہے کیا؟ نہیں چاننا میں بدامنی ہے کیا؟ نہیں لیکن صرف ایک ہمسایہ پاکستان میں بدامنی ہے۔ یہ بہاں کا اندر وہی چپکش ہے۔ اگر طالب ہے یا ملا ہے، لبرل ہے، اگر کیمونسٹ ہے اگر آزادی پسند ہے، اگر اسلام سے دور ہے، اگر اسلام کے متقاضی سیاست رکھتا ہے، جو بھی قاتل ہے تو ان کو قاتل کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ زہ ستاشکر یہاں کوئم۔

جناب چیئرمین: ڈیرہ ڈیرہ مدنہ۔ آپ کی بات سمجھ گیا بعد میں وہ۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوی: ایک یہ رہیں وہ چلے جائیں یہ رہیں لیکن آج پھر وہی لوگ آئے ہیں جس کو افغان عوام چاہتی ہے، امن اسی طرح آئیگا۔ میں نے کہا جو تو تیں چاہتی ہیں اس طرح نہیں۔ جو وہاں کی عوام چاہتی ہے آج امن ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی عبدالخالق ہزارہ صاحب۔ سابق سینیٹر جناب اسماعیل بلیدی صاحب کو خوش آمدید کہتے ہیں اسمبلی میں۔ جی عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل و ثقافت): أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ سُمُّ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب چیئرمین! تحریک التوا کے حوالے سے آپ کے چیئر نے جو حکم دیا تھا اس حوالے سے پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہ ہم وہاں پر گئے اور ان سے ملے اور details میں نصر اللہ زیرے صاحب نے آپ کے اور ہاؤس کے سامنے رکھا۔ یقیناً اس وقت جناب

چیزیں! ملک کو یا ہمیں جو challenges درپیش ہیں وہ بہت گھمبیر اور complicated ہیں اور سخت بھی ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک کو انٹرنیشنل crisis اور challenges کا سامنا ہے ہمیں داخلی اور خارجی economical changes کا سامنا ہے ہمیں climate changes challenges کا خطرہ ہے ہمیں کرپشن کی challenges کا خطرہ ہے۔ ہمیں یہ روزگاری کے challenges کا خطرہ ہے۔ ان سب challenges کو اگر ہم چاہتے ہیں کہ کم کر دیں انکو کنٹرول کریں تو اسکے لئے لازمی یہ ہے کہ ہم داخلی طور پر مضبوط ہو جائیں۔ جب تک ہم داخلی طور پر مضبوط نہیں ہوں گے جب تک یہاں عوام کا اپنے اداروں کے اوپر اپنی حکومت پر اعتماد زیادہ ہوگا۔ trust deficit ہو گا تو یقینی طور پر ہم اُس پر کنٹرول کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر صورت میں ہمیں داخلی طور پر مضبوط ہونا چاہئے۔ ہر نائی کے واقعے میں جتنے بھی اُنکی grievances ہیں اُنکے خدشات ہیں اُنکے demands ہیں میری حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ اس سے پہلے ہم نے جو بھی اُن سے agreement کیے ہیں اُن پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔ تو ب جا کر کے trust پیدا ہو گا اور trust deficit کو ہم کم کر سکیں گے۔ اگر ہم agreements پر نہیں جائیں گے تو لامحہ عوام کا اس حکومت پر اعتماد ختم ہو جائے گا اور اسی طرح سب سے زیادہ conflicts سب سے زیادہ develop ہو گی اور ہو سکتا ہے۔ اس لئے میری درخواست یہ ہے ہمیں مختصر آیہ کہوں گا کہ خدارا جو بد اعتمادی اسی سے عوام کو اعتماد میں لیتے بغیر کیئے ہیں وہ ہمیں عوام کو اعتماد میں لے کر اس سے آگے بڑھنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وڈھ کے حوالے سے میں اتنا کہوں گا کہ اسکو سر دست اسے serious لینا چاہئے۔ وڈھ ایک ایسے علاقے میں موجود ہے جہاں سے ہماری ہائی وے جاری ہے۔ اور یقیناً جو بیرونی قوتیں ہیں جو war fifth generation عوام کے نقش میں فاصلے پیدا کرو عوام سے دور کرو۔ تو آج ایک ہی قبیلہ ایک ہی قوم کے لوگ آپس میں دست و گر بیان ہیں اس لئے حکومت سے ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ مداخلت سے، وزیر داخلہ سے کہ اسکو priority basis، ترجیحی بنیادوں پر اسکو serious لیں۔ اور اسکو ایک بڑا اقعداً ایک بڑا سانحہ بننے سے روکنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور میری یہ گزارش بھی ہے بلوچستان کے قبائلی معتبرین سے، سیاسی پارٹیوں سے بھی کہ ہمیں اُنکی کوشش ہونی چاہئے کہ اس conflict کو یہیں پر ختم کیا جائے۔ اور اسکا کوئی نہ کوئی حل ضرور موجود ہے۔ جب تک ہم مصالحت کی بات نہیں کریں گے reconciliation کی بات نہیں کریں گے یقیناً مسائل کا حل نکلے گا۔ تو میری گزارش یہی ہے کہ وڈھ کے مسئلہ کو سر دست حل کیا جائے بہت ترجیحی بنیادوں پر حکومت کو مداخلت کر کے آگے جانا ہو گا اور ان کا مسئلہ حل کرنا ہو گا۔ اور

دوسری بات جو ہر نئی کے حوالے سے ہے، دہانہ سر کے حوالے سے ہے جو بھی ایگر یمنٹ اُنکے ساتھ ہوا ہے، ان بیچاروں کی compensations انکوادا کیا جائے ٹرک ڈرائیوروں کو، ہمیں معلوم ہے کہ بہت ساری کمپنیز میں اُنکے پر سنل ٹرک ہوتے ہیں۔ تو آج جب انکو نقصان پہنچایا گیا ہے تو ہمیں چاہئے اور سب سے زیادہ ہماری حکومت کی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ سب سے پہلے جو trust کو بحال کرنا ہوگا۔ انہیں ان culprits اور criminals کا معلوم کرنا ہوگا اور انہیں arrest کر کے کیفر کردار تک پہنچانا ہوگا۔ تب ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہمیں اپنے حکومتی ادروں پر، پولیس پر، سب پر ہمیں trust ہے۔ کیونکہ پہلے ہی اُنہیں ہم بھگت پکے ہیں۔ ایک زمانے میں killings جو یہاں کوئی شہر میں جاری تھی۔ ہمارا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ عوام کو پُر سکون رکھنے کیلئے، عوام اُنکے victims کو اُنکے متاثرین کو اگر آپ تسلی دیں گے تو آپ ان culprits کو گرفتار کریں۔ جب وہ گرفتار ہوں گے تو اُنکے لواحقین کو یقینی طور پر تسلی ہوگی کہ یہاں کم از کم حکومت بھی ہے اور پوچھنے والا بھی کوئی ہے۔ تو اسی طرح جو واقعات ہر نئی میں ہوئے ہیں اُنکے culprits کو اور اُنکے criminals کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب عبدالخالق ہزار صاحب۔

جناب چیئرمین: جی شاء اللہ بلوچ صاحب! یہ کوئی تحریک التوا پر بات ہو رہی ہے نصر اللہ زیرے صاحب کی تحریک التوا ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ مجھ سے پہلے دوستوں نے تفصیل کے ساتھ بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال پر بات کی۔ بدقتی ہے یا شوئی قسمت دیکھ لجئے، جو بلوچستان یقیناً آبادی کے لحاظ سے بھی ایک متوازن صوبہ ہے میں یہ نہیں کہوں گا کہ کم آبادی والا صوبہ ہے۔ ایک متوازن صوبہ ہے اور وسائل کے حوالے سے بھی مالا مال ہے۔ اسکے علاوہ بلوچستان کی اپنی کچھ روایات رہی ہیں، امن و امان یا امن جو ہے ویسے ہی ہمارے رسم و روانج، ہمارا جو غیر تحریری دستور ہے اسکا حصہ رہا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بدانی کبھی تھی نہیں۔ لیکن آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج صحیح جب وہ کالج میں گولے لگے۔ اور سکول اور کالج کی دیواروں پر بڑے بڑے وہ سوراخ دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ہم صواليہ میں یا آج سے دو تین چار سال پہلے جب افغانستان کی صورتحال تھی اُس سے گزر ہے ہیں۔ یہ اسلام آباد اور ہمارے اداروں کے ماتھے پر ایک کالک ہے۔ کہ ایک صوبہ کہ جس میں ہمیشہ یہاں کے لوگوں نے امن کے لئے چیخ چیخ کر کے پکارا ہو۔ ہمارے ہر سیاسی منشور کو دیکھ لجئے، ہماری ہر تقریر کو دیکھ لجئے، ہمارے ہر پیغام کو دیکھ لجئے گز شستہ چھسات ماہ پہلے اس اسمبلی میں truth and justice and re-conciliation کے حوالے سے، مسلط کے حوالے سے، ہماری تحریر، تقریر اور قرارداد دیکھ لجئے، سب میں ہم نے یہی بات کی ہے کہ بلوچستان کی ماؤں

کواور آنسو بہانے نہ دیں ہماری ماڈل کی گودیں اجھاڑنے کا سبب نہ نہیں بلوچستان کے لوگوں کو گولیوں بم بندوق تو پوکی نذر نہ کریں۔ بلوچستان کے عوام کو ملازمت نہیں دے سکتے ہیں روزگار نہیں دے سکتے ہیں خوشحالی نہیں دے سکتے ہیں کم از کم بلوچستان میں جو ماحول بن رہا ہے اور اسکی prediction، اسکی پیشگوئی آج سے تقریباً کوئی سال دو سال سے ہم کرتے چلے آرہے ہیں کہ بتدریج بلوچستان بدامنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور بالخصوص جس طرح ملک نصیر صاحب نے یہاں بات کی کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے، پچھلی حکومت نے بھی امن اور امان کو بھی اپنی ترجیح نہیں بنائی اور آج میرے یال میں آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ اسمبلی کے باہر ہر نوائی سے لیکر ژوپ تک، ژوپ سے لیکر وڈھ تک، وڈھ سے لیکر پورا بلوچستان سر پا احتجاج ہیں کہ بلوچستان میں پہنچ نہیں نامعلوم جھٹے، نامعلوم مسلح افراد نامعلوم طاقتور طبقے وہ گھر گھر میں بدامنی پھیلا رہے ہیں۔ اور اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے اس سے فور سزا بھی محفوظ نہیں ہیں اس سے سیاسی لوگ بھی محفوظ نہیں ہیں سردار عطاء اللہ مینگل اس وقت وڈھ میں رحلت کے بعد انگلی جسد خاکی وہیں پڑ رہے۔ اس وقت اس ملک کے سب سے بڑے بانی رہنماؤں میں انکاشمار ہوتا ہے انہوں نے اس ملک کی جمہوریت میں اس ملک کی سیاست میں اس صوبے کو بنانے میں اس اسمبلی کی ترکیم و آرائش میں اسکا نقشہ بنانے میں آج جس بلوچستان کا نام لیتے ہیں اسکو بلوچستان کا نام دینے میں، اسکو صوبے کی حیثیت دینے میں سردار عطاء اللہ مینگل کا کردار کلیدی رہا ہے۔ آج اُسکی وہاں قبر کے ارد گرد جناب والا! ماسواتوپوں بم اور گلوں کے اور کچھ نہیں گر رہا۔ یہ ستر، پچھتر سال کے بعد یہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ اور یہنا کامی اور غلطی کہاں سے ہوئی ہے؟ شاید مولوی نور محمد صاحب کی بات آپ نے سنی ہو گی پشتہ میں تھی۔ انہوں نے بہت خوبصورت بات کی جب بلوچستان میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو ہمیشہ یہی الزام دیا جاتا ہے کہ جی افغانستان، ایران، بھی بھارت، ہم اپنے اندر کی خامیوں کو نہیں دیکھتے ہیں۔ بلوچستان میں 2002ء اور 2003ء میں پاپیسی اپنائی گئی بلوچستان میں مسلح جھٹے بنائے گئے۔ بلوچستان کے اندر ایک سیاسی تحریک تھی اسکو کچلنے کے لئے ان سیاسی جھٹوں کو استعمال کیا گیا۔ بلوچستان کی سیاسی تحریک مجبوراً جو جذبات میں، جو مایوس ہو کر محرومی کا شکار ہو کر جن کے گھروں پر یہ گولے اور بم گرے انہوں نے مذاحت کی شکل اختیار کی۔ لیکن بلوچستان میں آج بھی بہت بڑا سیاسی طبقہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ خون خرابہ، قتل و غارت گری، بندوق، بم، گولے یہ بلوچستان کے مسئلے کا حل نہیں۔ بلوچستان کے مسئلے کا حل مصالحت ہے بلوچستان کے مسئلے کا حل گفت و شنید ہے۔ بلوچستان کے مسئلے کا حل بلوچستان کی تکلیف اور مشکلات کو سمجھنے سے ہے اور انکو حل کرنے کے لئے راستہ نکالنے سے ہیں۔ آج ہی رہنماؤں بلوچستان میں جمہوریت، امن، آئین کی بات کر رہے ہیں جن میں سردار اختر مینگل سرفہرست ہیں آج جناب والا! اُس کی دیواروں کے ارد گرد آپ کو گلوں کے بڑے بڑے سوراخ میں گے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیا جمہوریت کا جواب، آئین کا جواب، قانون کا جواب، مصالحت پسندی کا جواب اسی طریقے سے دیا

جاتا ہے؟ 2002ء میں جو پالیسی بلوچستان کے حوالے سے اپنائی گئی وہ ناکامی کا شکار ہا۔ مسلح جھٹے بلوچستان کے لوگوں کے دل و دماغ نہیں جیت سکے۔ آپ خوف و ہراس پیدا کر کے بلوچستان میں تو آپ تھوڑی بہت سیاسی آپ نے شاید زمی کر لی ہوگی، لیکن ابھی بلوچستان کے اندر سولہ، سترہ فیصد ہر ماہ بدمنی بلوچستان میں بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری ریاستی پالیسیوں میں بہت بڑی خامیاں ہیں۔ یہ بات آج ایک ماہ پورا ہوا ہے جب وڈھ کا واقعہ ہوا میں خود مسلسل رابطے میں تھا۔ قائم مقام صدر سے لیکر کے جتنی بھی کمیٹیاں بنیں اُن کمیٹیوں کی مجلس کے دوران ہم بیٹھے رہے۔ ہم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ مینگل قبائل آپس میں دست و گریبان ہوں ہم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ بلوچستان نیشنل پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے، وہ کسی مسلح جھٹے کے خلاف جا کے جنگ کرے جدو جہد کرے۔ ہم ریاست کے خلاف بندوق نہیں اٹھاتے۔ ہم اپنے لوگوں کو آئین، قانون، ووٹ اور جمہوری بات کا درس دیتے ہیں۔ تو ہم کیسے چاہیں گے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کی قیادت اور اس کی ساری جماعت کسی جنگ میں اپنے آپ کو جھوکیں؟ یہ جنگ جان بوجھ کے بلوچستان نیشنل پارٹی پر مسلط کی جا رہی ہے، اس کی قیادت کے اوپر مسلط کی جا رہی ہے۔ اور ایک ماہ سے، کیا ایک ماہ سے یہ کسی کے علم میں نہیں ہے جناب چیزِ میں! کہ اگر مسلح گروپ بیٹھے ہوئے ہیں اور جب ہم نے یہ بات بارہا کی ہے کہ جب آپ کی پالیسی ناکامیوں کا شکار رہی ہے۔ آپ جمہوریت پسند، امن پسند، سیاسی قوتوں کو بلوچستان میں space دیں، تاکہ بلوچستان کی تمام تکلیف اور مشکلات کا دائی حل تلاش کیا جاسکے، یہ عارضی حل تلاش کرنے کی کوشش، مسلح جھٹوں میں یہ ناکام رہی ہے۔ بلوچستان کے عوام آپ سے دُور ہوتے جا رہے ہیں آپ کے قریب نہیں آ رہے ہیں۔ اور آج تقریباً میرے خیال میں پاکستان جن مشکلات کا شکار ہے، معاشری اور معاشرتی مشکلات کا شکار ہے، آئینی اور عدالتی مشکلات کا شکار ہے، یہاں پان کا شکار ہے عالمی ڈنیا میں۔ ہمسایہ ملک سب سے پہلے ہم تو سمجھتے تھے کہ جب طالبان کی حکومت آئیگی شاید پاکستان کے گا کہ سب سے friendly حکومت طالبان کی ہوگی۔ لیکن کل کے اخبار اٹھا لیں سارے اخبارات بھرے ہوئے ہیں کہ سب سے بڑا ڈر جو ہے ہمیں اب افغانستان سے آنے لگا ہے۔ مولوی صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ افغانستان اس خطے میں صرف پاکستان کا ہمسایہ نہیں ہے۔ افغانستان اس خطے میں اور کوئی 7 سے 8 کے قریب ممالک کا ہمسایہ ہے۔ ایک دو ممالک میں اگر چھوٹے موٹے واقعات ہوئے ہوئے لیکن کیوں پاکستان کے اندر اندرونی معاملات، اندرونی خلفشار، اندرونی طور پر امن و امان کا مسئلہ بگڑتا جا رہا ہے؟ چاہے وہ کسی بھی نئگ میں ہو۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی ایک ثابت قدمی سے، ہم نے کبھی بھی باصول طریقے سے، ہم نے کبھی با مقصد طریقے سے پاکستان کے اندر اور بالخصوص بلوچستان کے امن و امان کے مسئلے کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ ہم نے کبھی stakeholders کے ساتھ مل کر بات چیت نہیں کی۔ ہم نے کبھی بلوچستان کی تکلیف اور مشکل کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم ابھی تک بلوچستان کے شہریوں میں،

بلوچستان کے اندر جناب چیئرمین! ایک پالیسی بنائی گئی ہے۔ bad citizens اور good citizens کا، اپنے شہری اور بُرے شہری کا جس طرح ہم نے کسی وقت good طالبان اور bad طالبان کا concept تھا، آج بلوچستان کے اندر جناب والا! good citizens اور bad citizens کی ہم نے concept بنائی۔ citizens کے نام پر ہم نے اُن لوگوں کو اختیار دے دیا ہے پاکستان کے جنڈا اُنکے ہاتھ میں تھما دیا ہے جن کے معاشرے کے اندر سوائے دہشت پھیلانے کے، تحریک کاری پھیلانے خوف و ہراس پھیلانے کے اور کوئی حیثیت اور اہمیت ہی نہیں ہے۔ لیکن ہم نے ان تمام توتوں کو جو قوم وطن سیاست، آئین اور جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں، ہم نے انکو بُرے شہری کہے۔ bad citizen کی category میں ڈال دیا ہے۔ ہم انتخابات میں انکاراستہ روکتے ہیں ہم سیاست میں انکاراستہ روکتے ہیں ہم معاشرے میں انکی طریقی نمود و نمائش کا راستہ روکتے ہیں ہم بلوچستان کے اندر ارتقائی سیاسی عمل جو ارتقائی طور پر نمودیر ہونی چاہی تھی طرقی کرنی چاہی تھی ہم نے اُس ارتقائی عمل کو روکا ہوا ہے تاکہ جی یہ bad citizen نہیں ہے، وہ bad citizen کون ہیں؟ وہ ہم ہیں جناب والا! آب وقت آپ کا ہے ہر نائی سے لیکر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وڈھ سے لیکر کران سے لیکر، ژوب سے لیکر جناب والا! پورے بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ہم سمجھے تھے 2003ء اور 2004ء میں ڈیرہ بگٹی میں جو بم کے گولے، دھماکے ہوئے تھے، شاید انکی ابھی تک شعلے ابھی تک جناب والا! وہ زرم نہیں ہوئے، ختم نہیں ہوئے ہیں کہ آپ نے وڈھ میں گولہ باری، اور شعلے یہاں سے اٹھانے لئے۔ کل آپ کران سے کر دیں گے۔ تو میں جناب چیئرمین! آپ سے گزارش کرتا ہوں بلوچستان کی مجموعی امن و امان کی صورتحال کو منظر رکھتے ہوئے، بلوچستان کے مستقبل کو منظر رکھتے ہوئے، اس اسمبلی کی اہمیت کو منظر رکھتے ہوئے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں سے ایک سمجیدہ فیصلہ یہ ہونا چاہیے کہ تمام ریاستی ادارے، اپنی اُن پالیسیوں پر نظر ثانی کریں جو وہ بلوچستان کے اندر نمائشی امن لانا چاہتے ہیں۔ وہی امن نہیں نمائشی امن لانا چاہتے تھا کیونکہ وہ پالیسی ناکام ہوئی ہے۔ لہذا بلوچستان کے اندر ہتھیار کے اٹھانے پر پابند ہونی چاہئے تھی ہم سے کوئی شخص کوئی یہ نہیں چاہتا کہ بلوچستان میں ہتھیار بندلوگ ہر سڑک پر بیٹھے رہیں۔ لیکن یہ سیاسی لوگوں کی خواہش نہیں ہے۔ یہ وہ تمام stakeholders کی خواہش ہوگی کہ وہ بیٹھ کر اس مسئلہ کا حل تلاش کریں بالخصوص آج وڈھ میں جو واقعات پیش ہوئے۔ ہم ہر نائی میں پیش ہونے والے واقعات کی مذمت کرتے ہیں، ژوب میں پیش ہونے والے واقعات کی مذمت کرتے ہیں، بلوچستان میں امن و امان کے حوالے سے بلوچستان کو ایک پر امن جو جنت پذیر صوبہ تھا اس کو جناب والا! دوزخ نما وطن بنانے کی جو بھی کوئی کوشش کرتا ہے جناب والا! ہم اُسکے عمل کی مذمت کرتے ہیں اور یہی تو قدر رکھتے ہیں جس طرح ایک کمیٹی بنی تھی امن و امان کے حوالے سے معاملات کو دیکھنے کیلئے، انکی جو سفارشات ہوگی انکوں الفور جو ہے حکومت اور وفاقی سطح پر پہنچایا جائے تاکہ بلوچستان میں

امن و امان کی صورتحال بہتر ہو سکے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں اپنی جانب سے ہمارے سابق MPA اور موجودہ سینیٹر جناب نیشنل کمار صاحب کو اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور اگر اس وقت یا اپنے سابقہ نشست پر تشریف فرمائوتے تو اس وقت کو رم کی نشاندہی ہو چکی ہوتی۔ بہر حال خوش آمدید۔ جی نور محمد مڑھ صاحب!

جناب نور محمد مڑھ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپیکر۔ سب سے پہلے جیسے آپ نے سینیٹر نیشنل کمار صاحب کو خوش آمدید کہا، میں بھی اپنی طرف سے سینیٹر اور سابقہ MPA صاحب، سینیٹر نیشنل کمار صاحب اور سابق سینیٹر اسمبلی بلیدی صاحب اور ہمارے ہر نائی اتحاد کے چیئرمین احمد جان صاحب کو اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب اپیکر! ہمارے دوستوں نے یہاں پر بہت سی باتیں کی مفصلًا، میں اپنی طرف سے کچھ دن پہلے جو سویں دن میں قرآن پاک کا ایک واقعہ ہوا میں اُسکی مدت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ ژوب میں کچھ دن پہلے ڈشٹرڈی کا ایک واقعہ ہوا، جس میں ہمارے فورسز کے اور ہمارے پولیس کے جوان شہید ہو گئے، انکو میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اُنکے لواحقین کے لئے دُعاۓ صبر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو صبر جیل عطا کرے۔ جناب اپیکر! میں ہر نائی کی تحریک اتواء ہے، اس سے پہلے میں کہوں کہ جس طرح وڈھ میں ایک لڑائی چل رہی ہے، میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسکے درمیان کوئی خیر وع افیت کرے۔ اور ساتھ ساتھ مجھے امید ہے سیکورٹی اداروں سے وہ جا کے مداخلت کریں اور اُنکے آپس میں یہ جنگ بندی کریں، یہ ایک بڑا واقعہ ہے دو قومیں آپس میں بڑے لوگ لڑ رہے ہیں اس سے کافی نقصان ہو سکتا ہے۔ جناب اپیکر! ڈشٹرڈی جس طرح پورے پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں جب سے ڈشٹرڈی نے سراٹھایا، پاکستان نے ڈشٹرڈی کے خلاف **frontline** کا کردار ادا کیا، اور اس ڈشٹرڈی میں میرے خیال میں پاکستان میں بہت سے قیمتی جانیں ضائع ہو گئے، اور اس ڈشٹرڈی نے کہیں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی، پاکستان کے ہر جگہ کچھ چپے ڈشٹرڈی ہوئی اور ہمارے قیمتی جانے اس ڈشٹرڈی میں چلے گئے وہ چاہے ہمارے سیکورٹی اداروں کے تھے یا ہمارے سیاستدانوں کے یا ہمارے **businessman** کے، یا ہمارے **students** کے، یعنی کہ ہر طبقہ فکر نے اس ڈشٹرڈی کے خلاف جنگ لڑتے ہوئے قربانی دی اور اس ڈشٹرڈی میں تقریباً ہماری پاکستان نے سب سے زیادہ دنیا میں جو قربانی دی ہے وہ پاکستان نے دی ہے۔ جناب اپیکر! یہی تسلسل ہمارے بلوچستان میں تقریباً ہر جگہ یہ ڈشٹرڈی کی لہر آئی، کافی نقصانات ہوئے، اس سے پہلے لوار الائی میں، اور پھر ژوب میں، اور ہر نائی میں تو تقریباً کافی عرصے سے یہ ڈشٹرڈی کی لہر چلی آ رہی ہے۔ تو ہر جگہ پر جو ڈشٹرڈی آئی، وہاں سے کچھ نقصانات کر کے ڈشٹرڈی کی لہر وہاں سے چلی گئی، ختم ہو گئی۔ ہر نائی میں تو باقاعدہ کچھ عرصے سے ڈشٹرڈی نے وہاں پر قیام کیا ہے باقاعدہ، تقریباً ہر نائی کے لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے، یہ کچھ دن پہلے ایک

واقع ہوا۔ تو آج تحریک التواء تو اس سے شروع ہوا۔ لیکن اس سے پہلے ہر نانی میں کیا کچھ نہیں ہوا؟ ہر نانی میں ڈشٹرکٹ دی کی آڑ میں ہمارے کاروبار متاثر ہوا، ہمارے سیاسی لوگوں کے جنازے نکلے، ہمارے کاروباری حضرات کے جنازے نکلے، مزدور حضرات کے تو روز روza یسے کوئی دن نہیں گزر اجس میں مزدور حضرات کی جنازے ہر نانی سے نکل کے گھروں تک نہیں پہنچ۔ اور اسی ڈشٹرکٹ دی میں اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ ہمارے سیکورٹی ایجنسیز کے ہمارے law enforcement agencies کی نوجوانوں کی بھی ایک تاریخ رقم ہے۔ ہمارے سیکورٹی ایجنسیز کے آفسران صاحبان اور عہدیداران اپنے کاشیبل سے لیکر کے ایک ذمہ دار شخصیات کی جنازے یہاں سے نکلے۔ تو اس ڈشٹرکٹ دی میں تقریباً ہر کسی نے قربانی دی۔ ہر نانی میں یہ ڈشٹرکٹ دی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جو شروع ہے یا ایک انتہائی تشویشاک عمل ہے۔ ہر نانی کے عوام اتنے کمزور نہیں ہیں کہ وہ ایک ڈشٹرکٹ دکا مقابلہ نہیں کر سکیں۔ یہاں پر ایک ایسی حالات ہیں کہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ ہر نانی کے عوام نے بہت قربانی دی۔ ہر نانی کی عوام کے کاروبار متاثر ہو گئے، ہر نانی کے عوام کے مقامی لوگ مر گئے، بم بلاست ہو گئے وہاں پر، آخر کار جو یہاں پر کوئی دس بارہ ٹرک جو جلا دیے گئے تو اسکے بعد ہر نانی کے عوام پر کیا گزر رہی ہے۔ جناب اپیکر! ہر نانی ایک معدنی وسائل سے مالا مال district سے مالا مال district ہے۔ اور ہر نانی کی عوام محنت کش لوگ ہیں۔ لیکن آج ہر نانی کی عوام نان شہینہ کی محتاج ہیں۔ وہ اس لیے کہ انکی زراعت محفوظ نہیں ہیں، انکی کاروبار محفوظ نہیں ہیں۔ اور جب سے یہ واقع ہوا ہے اُس کے بعد تو ہر نانی میں مزدور بھی چیخ رہا ہے، کاروباری بھی چیخ رہا ہے، ٹرانسپورٹر بھی چیخ رہا ہے۔ جن کے نقصان ہو گیا ہے وہ تو الگ اپنی جگہ پر، انکے گھروں پر ماتم ہی ماتم ہے۔ اس لیے کہ انکی زندگی بھر کی خون پسینہ ایک ہی جگہ پر انہوں نے جلا دیا۔ پتہ نہیں کتنی محنت اور مشقت کے بعد انہوں نے یہ گاڑیاں لیں۔ اور اپنے گھر اور بچوں کے لیے محنت مزدوری کر کے انہیں کے ذریعے کچھ کماتے تھے وہ تو اپنی جگہ پر۔ لیکن آج کل پورا ہر نانی ایک ایسی حالت میں ہے کہ وہاں پر نہ کاروباری مطمئن ہیں، نہ مزدور مطمئن ہیں، نہ وہاں پر مزدوری ہو رہی ہے، لوڈ نگ بند ہیں۔ لوگوں کی کوئی خراب ہو رہے ہیں۔ ٹرک اپنی جگہ پر کھڑے ہیں۔ کاروباری نہیں آرہے ہیں۔ مزدور مزدوری نہیں کر سکتے ہیں۔ تو ایک ایسی کیفیت ہے کہ ہر نانی کی عوام کو بالکل مجبور کیا گیا ہے کہ ہم ابھی کیا فیصلہ کریں۔ جیسے آج ہر نانی کے لوگ آئے ہیں احتجاج پر بیٹھے ہیں، اس سے پہلے بھی یہاں پر جس دن ہم لوگ گئے ہیں ایک کمٹی یہاں سے تشکیل دی گئی، ہم لوگ گئے ان کی ہم نے مسائل سنیں تو یقیناً ان کی زبان سے جب ہم نے یہ مسائل سنیں، میں خود اس علاقے کا نمائندہ ہوں۔ لیکن مجھے شاید اتنا پتہ نہیں تھا جب ان سے ہم نے پوچھا تو جب انہوں نے اپنا سارا یہ کہانی بتایا تو یقیناً ہر شخص جو ہے وہاں پر رونے کے قریب ہوا۔ اس لیے کہ وہاں پر ایک دن نہیں آئے روز ہر نانی میں ہر نانی کی عوام کا جینا حرام کیا گیا ہے، ڈشٹرکٹ دوں نے۔ تو جناب اپیکر! بات یہ ہے کہ

دہشتگردی یقیناً ہر جگہ پر ہوئی ہے اور ہماری ہی ہے۔ تو ہر نائی میں ایک الگ قسم کی دہشتگردی ہے۔ یہ تو اسیں میرے خیال میں ہماری یقیناً یہ خواہش اور تجویز ہو گی کہ اس ہر نائی کی امن و امان کو بحال کرنے میں جو کچھ ہوا ہے وہ تو ہو گیا ہے آئندہ کے لیے ہر نائی کی عوام کے لیے ایک اچھا ماحول میسر کرنا اور وہاں کی کارروابائی حضرات کو کارروبار کرنے کے لیے اور لوگوں کو آرام کی زندگی گزارنے کے لیے دہشتگردی کا خاتمه کرنے کے لیے ہماری ہر نائی اور ہماری law enforcement agencies اور ہمارے security agencies اور ہمارے intelligence agencies اداروں کی ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ ہونی چاہیے۔ سر جوڑ کے بیٹھ جانا چاہیے کہ ابھی ہمیں کیا کرنا چاہیے یہاں پر۔ ایسے نہیں ہے کہ ہمارے اپنے سیکورٹی اداروں یا intelligence اداروں کی قربانیوں پر کوئی شک ہے، نہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارے فورسز نے، ہمارے intelligence اداروں نے دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑی ہے وہ ایک تاریخ ہے۔ اور اسی طرح ہر نائی کے دہشتگردوں کی خلاف جنگ لڑتے ہوئے ہمارے فورسز نے کیا قربانی نہیں دی ہیں۔ ہر قسم کی قربانی دی ہیں۔ مختلف قسم کے جوان پہاڑوں پر مورچوں پر لڑتے ہوئے انکی جنازے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔ لیکن پھر بھی ہمیں سوچھنے پر مجبور کرتے ہیں کہ یہ لڑائی کا یہ دہشتگردی کا جو نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے آخر اس بات پر تو ہم اور ہماری فورسز اور ہماری intelligence اداروں نے مل بیٹھ کے اس پر ایک ایسی میٹنگ کرنی چاہیے جس میں اس دہشتگردی کا سد باب ہو جائے۔ اور سد باب ہونا بھی چاہیے۔ کیوں کہ یہ کوئی تفریق نہیں ہے وہاں پر کہ اس دہشتگردی میں ہمارے درمیان کوئی دورائے نہیں ہیں کہ فورسز ایک چاہتے ہیں اور عوام کچھ اور چاہتے ہیں۔ ہر نائی کی عوام کو امن چاہیے، وہ چاہے جس طریقے سے بھی ہو۔ ہر نائی کی عوام اپنے فورسز کے ساتھ شانہ بٹانہ کھڑے ہیں اور کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن امن کی خاطر ہر نائی کی عوام ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے اپنی فورسز کے ساتھ تیار ہیں اور رہیں گے اور میرے خیال میں یہاں تک بھی اگر ہمارے فورسز کوئی آرڈر کریں اعلان کریں کہ ہر نائی کی عوام نکل جائیں قربانی دینے کے لیے تو میرے خیال میں کوئی بھی مرد گھر پر نہیں رہ جائے گا۔ ہر مرد گھر سے نکل کر بندوق ہو چاہے لکڑی ہو سب کچھ اٹھا کر لڑنے کے لیے تیار ہونگے forces کے ساتھ۔ لیکن آخر یہ امن کب آئے گا اور کس طریقے سے آئے گا؟ اور اس دہشتگردی کا مقابلہ کون کرے گا؟ تو ظاہری بات ہے کہ ہماری آنکھیں فورسز کی طرف ہیں۔ جنہوں نے بہت بے تحاشہ قربانی دی ہوئی ہیں اور ابھی بھی ہمارے لیے پہاڑوں کے top، مشکل پہاڑوں میں وہاں رات بھر رہتے ہوئے ہمارے لیے قربانیاں دے رہی ہیں، اسیں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہر نائی کی عوام کو ان کیسرہ بریفینگ دے کے ان کو بھی اعتماد میں لے کر ان کو بھی ساتھ ملا کے کہ یہ کیا سلسلہ ہو رہا ہے اور یہ کیوں ختم نہیں ہو رہا ہے۔ جناب اپنیکر ایک کمیٹی بنی ہے یہاں پر، ایک کمیٹی بنی اس سے ہم تو اس کمیٹی کی بھی اپنی سفارشات ہیں اس میٹنگ میں ان کو بھی بلا یا جائے اور ان کو بھی سن جائے کہ ان کی

رپورٹ کیا تھا اور وہ کیا چاہتے ہیں۔ ان کی بھی اپنے تجاذب ہو گے۔ تو اس رپورٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم جب آپس میں بیٹھیں گے، ہمارے سیکورٹی ادارے اور ہمارے intelligence ادارے بشمول ہرنائی کے عوام، تو کوئی نہ کوئی حل ضرور نکلے گا۔ لیکن یہ بات ضرور ہرنائی کی عوام ضرور اس بات پر سوچنے پر مجبور ہیں کہ یہ امن کب آئے گا اور یہ ہشتنگر دی کب ختم ہو گا اور اس کا کیا طریقہ کار ہو گا۔ ظاہری بات ہے ہرنائی کی عوام کی توجہ ہمارے فورسز کی طرف ہیں۔ ہمارے سیکورٹی اینجنیئر کی طرف ہیں۔ ہمارے intelligence اداروں کی طرف ہیں۔ جس طرح ہمارے ہرنائی کی عوام کو ان سے امید ہے اور اسی طرح ان کے ساتھ اور ہر جگہ شانہ کھڑے بھی ہیں اور کھڑے رہیں گے۔ جناب اسپیکر! یہ کچھ دن پہلے جو میری کچھ تجاذب بھی ہیں اور کچھ میرے گورنمنٹ سے میری وہ ہے کہ کچھ دن جو گاڑیوں کو جلا یا گیا انکو کم از کم compensation دیا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ ہونی چاہیے جو کہ سیکورٹی اینجنیئر اور ہمارے ہرنائی کی عوامی اتحاد اور وہاں کے سیاسی لوگوں پر مشتمل وہاں کے لوگ بھی اُنکے ساتھ میٹنگ میں ہونا چاہیے۔ اور اس میٹنگ کا ایک one point agenda ہونا چاہیے کہ ہرنائی میں امن کیسے بحال ہو گی۔ اور یہ ایک سنجیدہ میٹنگ ہونی چاہیے۔ اور اسکے بعد کم سے کم یہاں پر ہرنائی کے عوام اور سیکورٹی ادارے اور ہمارے intelligence ادارے ایک ہی چیخ پر ہو کے ہشتنگر دی کے خلاف جنگ لڑیں اور اس ہشتنگر دی کو ہمارے ہرنائی سے ختم کیا جائے اور ہرنائی کی عوام کو کم از کم ایک سکھ کا اور آرام کی زندگی میسر کیا جائے۔ شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ دمڑ صاحب۔ جی اصغر خان اچنڈی صاحب۔

جناب اصغر خان اچنڈی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً جناب اسپیکر! اس طرح جو ماحول اس وقت ہرنائی میں ہے یا باخصوص اس پورے بیلٹ کی طرف ہے وہ انتہائی تشویشاں کے ہے۔ آج بھی ابھی بھی جب میں آرہاتھا شاندہ اسمبلی کے سامنے ایک مظاہرہ ہے وہ بھی ہرنائی سے متعلق ہے۔ تو جناب اسپیکر! منظر صاحب نے اس پر بات کی خصوصاً ہرنائی سے منتخب نمائندے کی حیثیت سے اس پر کافی روشنی ڈالی۔ اور تحریک التواء کے محکم نے بھی اس پر بات بڑی تفصیل سے کی ہو گی۔ یقیناً جناب اسپیکر! ایک ہرنائی کا مسئلہ ہے، آج بھی مطلب ہرنائی سمیت پورے پشتوں بیلٹ کو ہشتنگر دی کے پیٹ میں لیا گیا ہے۔ آج شاندہ اجلاس میں شروع میں اسکے لئے کوئی دعا اور فاتحہ خوانی بھی ہوئی ہو گی، باڑہ خیر میں خود کش حملہ پولیس پر ہوا ہے۔ پولیس کی اس وقت تک چار سے چھ بندے پولیس کے اسمیں شہید ہوئے ہیں کچھ جو ہے اُسمیں زخمی ہوئے ہیں۔ دعا اگر نہیں ہوئی ہے تو انکے لئے دعا ہو جائے۔

(دعا کی گئی)

تو جناب اسپیکر! ایک یہ واقعہ ہوا ہے، اسکے ساتھ دو اور واقعات آج صوبہ پختونخوا میں ہوئے ہیں۔ حیات آباد میں خودکش

حملہ ہوا ہے۔ باڑہ پولیس اسٹیشن پر ہوا ہے۔ ریگی میں پولیس پر فائزگ ہوا ہے یعنی یکدم پورے پشتو نخواطن چاہے وہ ہمارا صوبہ پشتو نخواہو، چاہے یہاں پر پشتو بیلٹ ہو، یعنی ایک عجیب و غریب سلسلہ یکدم انتہاء پسندی کا، دہشتگردی کا سراٹھار ہا ہے۔ لیکن بدجتنانہ ہمارے ہاں اس کا کسی قسم کا نوٹس لینے کیلئے کسی بھی واقعہ پر ہم نے سنجیدگی دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ جناب اپیکر! ہر نائی کے مسئلے سے متعلق میں بات کرتا ہوں، ساتھ ہی تھوڑا بہت اس وقت جو صورتحال سے ہم دوچار ہیں اُس پر بھی بات مناسب سمجھتا ہوں۔ ہر نائی میں یہ پہلا واقعہ نہیں ہے جناب اپیکر! یہ مسلسل کئی سالوں سے مسلسل پر در پے یہ واقعات ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہر نائی ہو ہر نائی کے ساتھ سنجاوی ہوں سنجاوی کے ساتھ زیارت ہو یعنی یہ واقعات پر در پے واقعات ہم مسلسل دیکھ بھی رہے ہیں اس کے نقصانات ہم اٹھا بھی رہے ہیں باوجود اس کے کہ شائد ہی بلوچستان میں دو تین، چار اور شہروں کے علاوہ جو آپکو revenue دے رہا ہوں ان میں سے ایک ہر نائی ہے یعنی جہاں پر روزگار کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جہاں پر روزگار ہے۔ جہاں پر اس محدود علاقے میں agriculture کے حوالے سے روزگار ہے کوئلہ کے کاروبار کے حوالے سے روزگار ہے ٹرک اور ٹرانسپورٹ کے حوالے سے وہاں پر روزگار ہے۔ لیکن پھر بھی وہاں کے لوگ بدامنی سے دوچار ہیں۔ یقیناً یہ سلسلہ اگر تھوڑا ہم پیچھے لیکر جائیں گے تو جناب اپیکر! ایک لہر سے ہم اس پورے پشتو بیلٹ میں پھر اس پورے ملک کی سطح پر دہشتگردی کی لہر سے ہم دوچار پہلے ہوئے تھے۔ یہ کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے؟ کس وجہ سے ہمارے اوپر یہ دہشتگردی ہم پر مسلط کی گئی؟ کون سے علاقے کو ہم نے فتح کرنا تھا کس ملک کو ہم نے اپنے زیر اثر لانا تھا؟ نتیجہ آج ہمارے سامنے آ رہا ہے کہ روز روڑ ہم اپنے پلک کی لاشیں اٹھا رہے ہیں روز روڑ ہم ٹرانسپورٹ کو جلاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ روز روڑ ہم اپنے سیاسی کارکنوں کی لاشیں اٹھاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی روز روڑ ہم اپنے law enforcement related آفیسران سے لیکر ملازمین تک، چھوٹے سے درجے کے، ان سب کی لاشیں اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ جناب اپیکر! پھر کہا گیا کہ ہم نے بھیت قوم دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑی۔ یہاں پر ہمارے جریل شہید ہوئے، ہمارے DIGs شہید ہوئے ہمارے شہید ہوئے۔ اور سب سے بڑھ کر میں اگر بات کروں politically تو اس ملک میں کوئی بھی پارٹی اس مصیبت سے اس تکلیف سے بچنے نہیں ہوئی ہوں۔ لیکن عوامی نیشنل پارٹی کی اس سلسلے میں شہداء کی قربانیاں دربداریاں وہ ہم سب کے سامنے ہیں۔ ہم نے بارہا کہا چیخ چیخ کر کہا بلکہ ہم نے نہیں کہا ہمارے اکابرین نے کہا کہ جس جنگ میں آپ گود پڑ رہے ہوں جس گھر کو آپ جلانے کی آپ سوچ رہے ہوں اس کی جلنے کی کل تک کی جو دہ ہے وہ آپ کے گھر تک پہنچ جائیگی اور کل آپ بھی اس میں را کھو کر دنیا کے سامنے آ جائیگے۔ لیکن کسی نے بات نہیں مانی۔ پھر 11/9 ہوا۔ پھر کہا گیا کہ turn-U لیا گیا ہے ابھی وہ پالیسیاں ختم ہو گئی ہیں۔ دنیا نے لکیر کھینچی ہے اس طرف ہونا ہے اس طرف ہونا ہے اس پوری سیاست میں ایک اور جنگ ہمارے

اوپر مسلط کی گئی۔ پھر کہا گیا کہ ہم دہشتگردی کو ختم کریں گے۔ ہمارے لوگوں کو علاقہ بدر کیا گیا پورے بیلٹ کو علاقہ بدر کیا گیا۔ کہ چونکہ ہم نے یہاں پر جنگ لڑنا ہیں وہ جنگ لڑی گئی۔ پھر کہا گیا کہ سارا سب کچھ clear ہو گیا سب نے واپس آ کر گھروں بسنا ہیں اور بسے۔ لیکن پھر کہا گیا کہ نہیں یہ تو ہمارے اپنے لوگ ہیں۔ ان میں سے تو کوئی پرایا نہیں ہیں۔ یہ تو سارے دھرتی کے رہنے والے لوگ ہیں۔ اور ان کو تو ہم نے settle کرنا ہیں۔ یہ کسی عام آدمی نے نہیں کہا یہ جرنیلوں نے کہا۔ یہ منتخب وزیر اعظم جو اپنے آپ کو کہتا تھا انہوں نے کہا۔ اُس کی پوری پارٹی نے کہا کہ نہیں یہ 35 سے 40 ہزار لوگوں کو ہم نے لا کر بسانا ہیں اُسکے بعد جو ہے ہم اُنکے ساتھ مذاکرات کریں گے تمام مسائل حل کریں گے اور دہشتگردی سے جان چھڑائیں گے۔ تو آج آپ کے سامنے ہے۔ ایک آج جو پشاور میں واقعات ہو رہے ہیں، صوبہ پشتوخوا میں ہو رہے ہیں یہ اُسی کے اثرات ہیں جو آپ کے ہر نائی پر بھی پڑ رہے ہیں۔ لیکن آج تک بھی ہم نے اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا ہے، آج تک ہم نے اس کو سنجیدہ نہیں اس کا نہیں لیا ہے کہ آخر یہ کب تک چلتے رہیں گے؟ ہر نائی میں احتجاج ہوا واقعات ہوئے پچھلے 14 اگست کو بھی پھر یہ بدجنت اگست کا مہینہ ہمارے سر پر آ رہا ہے۔ پھر ہم اُنہیں گے 18 اگست کو شہداء 8 اگست کا واقعہ، 12 اگست کو جو ہے شہدائے باہڑا کا واقعہ، 14 اگست کو خالق دادشہید ANP کے ہر نائی کے اُسکا واقعہ، آتے ہوئے آتے ہوئے پھر آپ کو 23 اگست شہدائے PSF، 26 اگست شہید نواب اکبر خان بھٹی، یہ سلسلے پورے اگست کے ہمہ پھر برسیوں میں، پروگراموں میں، تقریقی ریفرنسوں میں ہم گزاریں گے۔ یہ واقعات پچھلے سال ہوئے 14 اگست کو اُس کے بعد کمیٹی بنی۔ یہ اُس کمیٹی کی روپورٹ نہیں ہے جو سیاسی لوگوں کی تھی جس میں پارلیمنٹ اُسکے ساتھ تھا لیکن حقیقت میں جو draft DCs ہے main ہے اور اس کے level اداروں کے level intelligence اداروں کے level intelligence اداروں کے level اور اس سے متعلقہ رپورٹ بھی بنائی۔ وہ رپورٹ گورنمنٹ کو پیش بھی کی گئی۔ لیکن اُس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ ایک مسئلے سے وقت لاحظ سے آپ جان چھڑاتے ہوں مستقل بنیادوں پر نہ اُس کے حل کے لئے سوچتے ہوں نہ اُس کا کوئی پابندیار حل نکالتے ہو۔ پھر احتجاج ہوا۔ ابھی آپ کے دن دیہاڑے main گاڑیاں کوئی سے لوڈ جلانی گئیں۔ اور ساتھ ہی یہ بات ہم کہتے ہوں بعض اوقات لوگ اس کا برا منت ہتے ہیں۔ تو ہم پھر کہتے ہیں یہ چیک پوسٹیں کس کے لئے ہیں؟۔ آپ نے پچھلے agreement میں پیلک کے ساتھ سیاسی پارٹیوں کے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم وہاں جو لوکل area میں جو گاؤں کے اندر FC کے چیک پوسٹیں ہیں، law enforcement area کے اداروں کے چیک پوسٹیں ہیں، یہ ادھر سے ہٹا کر کے پہاڑی سلسلوں پر لے جائیں گے۔ نہ اُس پر عملدرآمد ہوا ہے بلکہ اُس سے زیادہ چیک پوسٹیں وہاں main road پر بنائی گئی اس کے باوجود تین سے چار گھنٹے لوگ لوڈ ٹرکوں کو کھڑا کر کے اُنکو آگ میں جلا کر راکھ

کر دیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آج تک مجھے کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ ہر نانی میں جو مشکلہ دی کے واقعات ہو رہے ہیں جس میں انسانوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ جس میں لوگوں کے مال ضائع ہو رہے ہیں۔ جہاں پر لوگوں کے آنے جانے کے لئے اتنے مشکلات مسلط کئے گئے ہیں۔ کیا ان تمام تر واقعات ان تمام تر مشکلات کے باوجود آج تک ہر نانی میں کوئی بندہ اس معاملات سے فسلک پکڑا گیا ہے؟ تو پھر کس کے لئے؟ لیکن جہاں پر بات فیٹن حساب کتاب کے آتی ہے تو اس پر معاملات جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے وہاں پر یہ جو بحثہ خوری کی بات ہوتی ہے، وہاں کے political parties نے وہاں کے ہر نانی عوامی اتحاد نے باقاعدہ meetings میں اُن بحثہ خوروں کے ٹیلیفون number provide کئے ہیں۔ وہاں باقاعدہ account number بتائے گئے۔ لیکن کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ تو آپ سے کہتا ہے کہ کسی اور سے کہتا ہے، کہ ہر نمبر کس کا نمبر ہے کیا نمبر ہے؟ تو جناب اسپیکر یہ اسکو تو ہم گپ شپ سمجھتے ہیں۔ اگر یہ گپ شپ واقعی نہیں ہے، ایک ایسا area جو آپ کو آدمان کے لحاظ سے کروڑوں میں نہیں آپ کوار بول روپوؤں میں آپ revenue generate کر کے دیتا ہے اُس پر تو سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ وہاں کے لوگوں کے بنیادی مسائل یعنی اُن آپ کا ایجوکیشن سے لے کر ہمیلتک روڈ تک صاف پانی تک ہر مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ لیکن وہ نہ پانی کی بات کر رہے ہیں، وہ نہ اسکوں کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں، وہ نہ اسپیکل کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خدارا ہمیں آرام سے زندگی جینے کا حق دیا جائے۔ ہمارے مال کو تحفظ دیا جائے ہمارے سروں کو تحفظ دیا جائے لیکن پھر بھی ہم ناکام ہیں۔ ابھی پھر مذاکرات ہوئے اُن لوگوں کے ساتھ اس پوری پارلیمنٹ نے جس میں منسٹر صاحب تھہم تھے یعنی سمجھواۓ این پی، بی این پی، ایچ ڈی پی، پیشون خواہ ملی عوامی پارٹی، پی ائی، بلوچستان عوامی پارٹی یہ ساری جماعت بی این پی مینگل یہ ساری جماعتوں اکنے ساتھ مذاکرات کر کے پھر ایک commitment پر ہم پہنچ گئے کہ آپ کے ساتھ یہ ہمارا commitment ہے کہ اس تحریک التواء پر بحث کی صورت میں اسپیکر صاحب کی روائی کی صورت میں ایک آپ کے وہ سفارشات جو پچھلے واقعات کی روشنی میں administration کے لوگوں نے سفارشات کی تھی اور ساتھ ہی ان واقعے سے فسلک جو بھی دوسرا سے سفارشات ہوں گے ایک ہوں گے دو ہوں گے دس ہوں گے یہ سفارشات شامل کر کے اسپیکر اس پر روائی دے گا۔ اور اس تمام تر مشکلات اور مسائل سے آپ کو چھکارا دلا کیں گے۔ تو جناب اسپیکر آج اگر بالفرض یہ فرم ان سفارشات کو ایک روائی کی صورت میں گورنمنٹ سے implement کروانے کا نہیں کہیں گے تو کل کوئی مجھے بتا دے ان لوگوں کو یہ پورا پارلیمنٹ پھر کیا منہ دکھائے گا۔ اور اس سے بڑھ کر حالت اور جو بھاہ پر خراب ہو رہے ہیں آپ کے ژوب میں کہ ایک بات میں کہوں ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی نمذمت کرتے ہیں چاہے وہ زبانی ہو چاہے وہ گولی سے ہو چاہے وہ بم دھماکے سے ہو چاہے وہ خودکش حملے سے ہو، جس بھی لحاظ سے کہیں پر کسی واقعہ سے

دہشتگردی کی بمحسوں ہوتی ہو، تم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ سوال ضرور رکھنا چاہتا ہوں کہ جتنا غصہ ہمارے ریاستی اداروں کو جناح ہاؤس پر ہوا، جتنا غصہ پنجاب کے ان واقعات پر ہوا ادھر ہم مر رہے اس پر اتنا غصہ اسکو نہیں آ رہا ہے ادھر انکے باقاعدہ جو کھلے ہیں اُس پر فائزگنگ ہو رہا ہے اُس پر وہ کوئی سنجیدہ نوٹس نہیں لیتے ہیں۔ یہاں پر ہم سمیت وہ سمیت وہ مقدس مقامات سمیت چل بھی رہے ہیں لوگ مارے بھی جا رہے ہیں لیکن اسکے لیے کوئی سنجیدگی نہیں ہے آپ کے ڈوب میں پرسوں جو واقعات ہوئے اُس واقعات کے نتیجے میں جو پولیس اور لیویز ہمارے لوگ ہمارے ساتھی شہید ہوئے آج تک کیا اسکا کوئی سنجیدہ نوٹس لیا گیا ہے؟ تو جناب اسپیکر دہشتگردی کی جو یہاں ہے جس کی مختلف شکلیں ہیں، کہیں پر بھتہ خوری کی صورت میں، کہیں پر خودکش کی صورت میں ہیں، کہیں پر پورے شہر پر حملہ آرہونے کی صورت میں کہیں پر کس صورت میں کہیں پر کس صورت میں ہیں۔ تو ہم ان لوگوں سے سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ کم از کم یہ آئین آپ کو bound کرتا ہے کہ آپ لوگوں کو امن دیں۔ آپ لوگوں کو ان کی زندگی آرام سے جینے کا حق دیں۔ اگر یہ تحفظ آپ نہیں کر سکیں گے۔ آج بھی آپ کے بیلٹ سے بہت سے سوالات اٹھ رہے ہیں کہ خدارا یہ لوگ ہاتھ کھڑے کر دیں، لوگ جانیں دہشتگرد جانیں، ان کے ساتھ مقابلہ کرنا جانیں۔ لیکن پھر بھی اس پر سوچا نہیں جا رہا ہے۔ اور ہاں بھی ان دہشتگردی کا بالفرض فرض کریں وہ تک کیا بنتا ہے کہ جہاں سے کل کہا جاتا تھا کہ دہشتگردی تو وہاں سے ہے۔ دہشتگردی تو افغانستان سے ہے۔ آج تو افغانستان کے حالات آپ کے خواہشات کے مطابق بن گئے۔ وہاں پر نہ تو کوئی ”را“ کا ایجنسی اس وقت بیٹھا ہے۔ نہ کوئی ”موساد“ کا ایجنسی وہاں پر بیٹھا ہے۔ نہ کوئی ”RUSSIA“ کا ایجنسی اس وقت وہاں پر بیٹھا ہے۔ نہ کوئی امریکن ایجنسی وہاں پر بیٹھا ہے۔ وہ تو آپ کے بھائی، مسلمان بھائی، ہم مسلک بھائی، وہ لوگ جن کے لیے آپ نے، آپ کہتے ہو کہ ہم نے اپنا ملک کو دا اور پر لگایا۔ تو اسکے باوجود ڈوب کے واقعات، پشاور کے واقعات، اس پورے پشتون بیلٹ کے واقعات یہ کیوں رونما ہو رہے ہیں؟ یا ساتھ ہی جس کوٹھی بھر عناصر کہا جاتا ہے، جو اپنے آپ کو مراجحت کے نام سے یہاں پر ان کاروائیوں میں ملوث ہیں۔ یہ مٹھی بھر عناصر نے ہماری زندگی اتنی اجریں کیوں بنا رکھی ہے؟ تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سیکیورٹی ادارے، ہمارے intelligence ادارے ان تمام تر واقعات کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہیں۔ اور اگرنا کام ہیں تو اسکے نتائج پھر کل کے لیے کیا ہوں گے؟ اور اگر انکے لیے یہ کچھ بھی نہیں ہے تو پھر اس پر کنٹرول کیوں اس پر قابو نہیں پایا جا سکتا ہے؟ تو جناب اسپیکر! burning جو اس وقت آپ کے issues ہیں، چاہے وہ ہر نئی طرز کی دہشتگردی ہو اور واقعات ہیں یا ڈوب طرز کی دہشتگردی اور واقعات ہیں۔ خدارا یہ ریاست، یہ law enforcement ادارے اس پر سنجیدگی سے سوچیں۔ دوسری بات یہ کہ جہاں پر بھی ایئرنیشن سے لیکر law enforcement اداروں تک، intelligence اداروں تک گورنمنٹ آفیشلز تک

جہاں پر بھی آپ کوئی commitment کسی کے ساتھ کرتے ہو، تو اُس پر عملدرآمد کراؤ۔ آپ نے پچھلے 14 اگست خالق دادشہید بابر کے واقعہ پر commitment کر کے اس وقت تک نہ اُس family کو ملازمت ملی ہے، نہ وہاں کے لوگوں کو انکی خواہشات کے مطابق امن ملا ہے۔ نہ اُس بھتے خوری سے انکو چھکارا حاصل ہوا ہے۔ آج تک بھی انہیں بینک اکاؤنٹ سے انہیں نمبروں سے وہاں کے کوئی سے منسلک کاروباری لوگوں کو فون بھی کیا جاتا ہے۔ پیسے بھی وصول کیے جاتے ہیں۔ اور جناح روڈ پر وصول کیے جاتے ہیں۔ یہ بھی انکو نہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں چوٹی کے سر پر پیسے لا کر کے جمع کرو۔ کہ فلاں کاریز میں لا کر جمع کرو۔ نہیں جناح روڈ پر۔ تو سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس طرح کے گھناؤنی حرکات، اس طرح کے لوگوں کی زندگیوں کو مشکلات میں ڈالنے والے واقعات، جب اتنے سر عالم دن دیہاڑے نمبروں سے، پاکستانی بینکوں اکاؤنٹوں سے ہمارے سامنے ہیں۔ تو پھر اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا جاتا ہے؟ تو جناب اسپیکر ایک تو وہ سفارشات جس پر پچھلے گورنمنٹ آفیشلر، ایڈمنیسٹریشن کی کمیٹی نے سفارشات مرتب کیے تھے، ان پر من عن عملدرآمد ہونا چاہیے۔ دوسرے یہ جو نکات ہمارے سامنے آئے ہوئے ہیں ان نکات پر اگر میں پڑھ کر آپ کو سناؤں گا تو شاید اسی میں بہت زیادہ وقت لگے گا۔ تو یہ میں آپ کو دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ کم از کم۔ یہ تو اسپیکر کو دے دو۔ کم از کم ان سفارشات پر اس ہاؤس کی کمیٹی کی جو commitment و احتیاجی لوگوں کے ساتھ ان مظاہرین کے ساتھ ہوا ہے تو کم از کم اس پر عملدرآمد ہونا چاہیے اگر عملدرآمد خداخواستہ نہیں ہوتا ہے، نہ کل کوئی کسی پارٹی کے سربراہ کی بات ماننے کے لیے تیار ہوگا، نہ کل کسی کمیٹی کے سامنے کوئی بات رکھنے کی پوزیشن میں ہوگا اور نہ کوئی کسی کو کوئی دے سکتا ہے۔ تو جناب اسپیکر یہ جو سفارشات ہیں کم از کم اس کو اپنے رونگ کا حصہ بنائے اس پر commitment رونگ دے کر نہ صرف یہ کہ اس قسم کی اس انہا پسندی بھتے خوری اور دہشتگردی سے جو ہر نوائی میں ہو رہی ہے وہاں کے لوگوں کو زیارت میں ہو رہی ہے شاہرگ میں ہو رہی ہے خوست میں ہو رہی ہے یا زیارت مانگی ڈیم کے مقام پر جو کچھ ہوا ڈیم پر۔ یا یہ جو ملاک جلانے گئے، ٹرک جلانے گئے، اسکی روت تھام کے لیے، پچھلے سفارشات پر، موجودہ سفارشات پر عمل کروا کے ان لوگوں کو اور ساتھ ہی ژوب سے لے کر پشاور تک سوات تک، چمن تک اس پورے بیلٹ میں اس وقت کی جو حالات ہیں، خصوصاً انہا پسندی اور دہشتگردی کے حوالے سے اس کے خلاف ٹھوس اقدامات اٹھا کر لوگوں کو مزید اس دلدل سے نکالیں، شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: شکر یہ۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خزانہ و خوارک): جناب اصغر خان صاحب نے مختصر ابات کی۔ جناب چیئرمین! میں بھی مختصر کہوں گا۔ یہ تو اتنا سمجھتا ہوں کہ یہ جو امن و امان کا مسئلہ ہے خاص کر بلوچستان میں، یہ پورے ملک میں

ہے۔ میں تو پندرہ سالوں سے اسکوڈ لیکھ رہا ہوں کہ جو میں اس پارلیمنٹ میں بیٹھا ہوں۔ تو یہ امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے ہم قراردادیں بھی پیش کر رہے ہیں ہم تحریک التواء بھی لارہے ہیں ہم مختلف ادوار میں جہاں بھی جس وقت بھی یہ دہشتگردی ہوئی ہے ہم نے اسکا سامنا کیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پارلیمنٹ لیڈر نے کہا کہ اگر پندرہ سال سے میں آپ کو بتاؤں، میں صرف آپ کو 2008ء سے لے کر 2013ء تک بتاؤں تو اسکا سب سے زیادہ جو متاثر ہوا ہے وہ ہمارا پارٹی منتاثر ہوا ہے ہمارا نہ مفتر اسمیں بچا ہے نہ ہمارے منظر کے فیملیز اسمیں بچے ہیں نہ ہمارے ورکرز اسمیں بچے ہیں نہ ہمارے ایک پی ایز اسمیں بچے ہیں اور نہ ہمارے اس بلوچستان میں جو targetted دہشتگردی ہوئی ہیں۔ دہشتگردی دو قسم کی ہوتی ہیں ایک آپ دیکھتے ہو کہ آپ کے ملک میں کہیں بم رکھا جاتا ہے وکیلوں کو جیسے شہید کیا گیا ہے ہمارے اسکولوں کے بچوں کو جس طرح اسکولوں میں شہید کیا گیا ہے آپ کے پشاور میں اسکول میں کسی بچے کو نہیں چھوڑا آپ کے یونیورسٹی میں نوجوانوں کو نہیں چھوڑا گیا۔ ہمارے وکیلوں کو نہیں چھوڑا گیا ایک یہ ہوتی ہے۔ جو حالات کو خراب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے دوسری دہشتگردی آپ کو targetted دہشتگردی کرتے ہیں جو جا کر کے بالکل ٹارکٹ کر کے آپ کے مبڑز کو مارتے ہیں آپ کے جو بچوں کو مارتے ہیں انکے گھروں پر حملہ ہوتے ہیں کہ جس طرح ہر نانی میں ہو رہی ہے۔ دیکھیں میں آپ کو بتاؤں ایک چیز کہ یہ حالات کب تک ہیں۔ میں اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا ہوں میں اپنے بچوں کو محفوظ نہیں سمجھتا ہوں کوئی سمجھتا ہے تو مجھے بتادیں۔ کوئی پرلوگشن ہے لاائف پرلوگشن جس کو کہتے ہیں کہ بھیتیت حکومت کی ذمہ داری ہے یہاں کے اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے تو ان چیزوں کو دیکھ کر کے آپ قدم اٹھاتے ہیں۔ اس ملک کے ہم باشندے ہیں اس ملک کو ہم کمزور نہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کو کمزور نہیں دیکھنا چاہتے ہیں بلوچستان کو لیکن اگر بلوچستان میں کہیں بھی جہاں پر کاروبار ہوتے ہیں پشتوں بیٹھ میں چاہے وہ ماں زاید منزر کی صورت میں ہو جا ہے وہ بارڈر کی صورت میں ہو، کبھی چن بارڈر پر مشکلات پیدا کیا جاتا ہے، کبھی ہر نانی میں مشکلات پیدا کیا جاتا ہے۔ کبھی ٹوب میں مشکلات پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ دہشتگردی آتی کہاں سے ہے؟، یہ کون سے لوگ ہیں۔ جو دہشتگردی یہاں پر ہمارے لوگوں کو اس طرح دن دینا ہے قتل بھی کرتے ہیں شہید بھی کرتے ہیں اور پھر ہم اس کو روک بھی نہیں کر سکتے ہیں؟۔ بھی یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ عوام کی ذمہ داری ہے۔ یا اس اداروں کی ذمہ داری ہے۔ جہاں پر پولیس بیٹھی ہوئی ہے۔ جہاں پر لیویز بیٹھی ہوئی ہے، جہاں پر ایف سی بیٹھی ہوئی ہے، ان سے تو پوچھ لو کہ آپ نے یہ چیک پوسٹ کس لئے لگائے ہوئے ہیں؟۔ ان کی توانگواری ہونی چاہئے کہ جی اگر خالق دادا گر شہید ہوتا ہے وہاں پر اگر طرک جلائے جاتے ہیں۔ تو کس کی ذمہ داری ہے؟ یا ہمیں بتایا جائے کہ جی آپ کی ذمہ داری ہے۔ یہاں پر ہر نانی کے عوام کو بتایا جائے کہ جی آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ انکو کنٹرول کریں۔ یا پھر ان اداروں سے پوچھا

جائے کہ جی آپ کیا کر رہے ہو؟ آپ نے کبھی کسی دہشتگرد کو پکڑا ہے؟۔ یا آپ ایسے ہی ٹیکس لیتے ہو۔ آپ ٹیکس کس بنیاد پر لیتے ہو؟۔ اسٹیٹ میں جب ایک سسٹم چلتا ہے۔ ایک پالیسی چلتی ہے۔ تو اس پالیسی کے تحت وہ سارے سسٹم اُسی کا کام ہوتا ہے جو ٹیکس لیتے ہیں۔ جو عوام کی خون کو چوتے ہیں۔ اور پھر اس پر کوئی سوال جواب نہیں ہوتے ہیں۔ جناب چیزِ میں صاحبِ امین یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈوب میں ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی چاہے کوئی بھی ہو ہمارے بھائی ہو چاہے law enforcement agencies کے لوگ شہید ہوتے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن جب عوام ہوتا ہے۔ تو عوام کا سوال جواب تو انہیں سے کہا جاتا ہے۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ پھر ہم یہ ملک میں جب یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔ آپ دشمنیاں پیدا کرتے ہو۔ میں آپ کو کہتا ہوں کہ وڈھ میں جو ہو رہا ہے۔ وڈھ میں جو ہو رہا ہے اُسکو کیوں کنٹرول نہیں کیا جا رہا ہے؟۔ تمیں سال پہلے ہمارے اپنے ضلع میں ایک ایسی دشمنی ہمارے اپنے بھائیوں کے درمیان ہمارے ایک قوم کے درمیان آج تک وہ آگ اتنا پہلا ہوا ہے کہ پرسوں بھی ہمارے علاقے میں ایک گھنٹا ہوا ہے۔ تین جوان اُسمیں شہید ہوئے۔ آج تک وہ جل رہا ہے۔ جنگل میں جب آگ لگتی ہے وہ پھر نہیں دیکھتے ہیں کہ کون گناہگار ہے، کون بے گناہ ہے۔ وہ ہمارے پشتون میں ایک مثال ہے کہ سب جلتے ہیں خشک اور گلیے سب جلتے ہیں۔ آج ہمارے جنگل میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اور آگ ہم بچانہیں سکتے ہیں۔ تو پھر یہاں پر یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کبھی بنیادوں پر کہ پھر فرقہ وارانہ sectarian ہم بچانہیں سکتے ہیں۔ تو پھر یہاں پر دہشتگردی شروع ہو جاتی ہے۔ کبھی کس بنیاد پر ہوتی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ وہ ملک involve ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ وہ دوسرا ملک ہے۔ میں کس کس کا نام لے لوں۔ بھی پشتونوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے۔ آج تک کسی نے دیکھا ہے کہ کتنے لوگ ہم نشین تھے۔ ہمارے پارٹی نے، اسکے باپ نے، اسکے بھائی نے، اسکے کزن نے، میرے باپ نے، ہمارے یہ کارکن جو یہاں بلوچستان میں شہید ہوئے ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کس پارٹی نے کئے۔ لیکن آج تک اس کے ملزم ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟۔ آج ان کو کسی کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ میں تو کہتا ہوں جب سزا او جزا ہوگی۔ تو تب یہ چیزیں کنٹرول ہو سکتی ہیں۔ لیکن جب تک آپ کی پالیسی، آپ کے خارجہ اور داخلہ پالیسی ہم جب تک ٹھیک نہیں کریں گے اس ملک میں تب تک وہ بلا تفرقی ہوگی۔ اُسمیں یہ نہیں ہوگا good or bad اور یہ فلاں اور یہ فلاں ہوگا۔ یا آپ انصاف کی بنیاد پر کرو۔ چاہے وہ پنجاب ہو، چاہے وہ سندھ ہو، چاہے پختونخوا ہو، چاہے بلوچستان ہو۔ اس بنیاد پر جو آپ قدم اٹھائیں گے۔ اس ملک کو ہم مضبوط دیکھ سکتے ہیں۔ ورنہ یہ ہم روز بروز یہ جلتار ہے گا۔ یہ جلتار ہے گا۔ آج کسی نام پر دہشتگردی، کل کسی نام پر دہشتگردی، قوم پرستی کے نام پر، کل نیشنل ازم کے نام پر، انتہاء پسندی کے نام پر، یہ جلتار ہے گا اور ہم میں اُسمیں کوئی محفوظ نہیں ہوگا۔ میں دعوے سے آج یہ نوٹ کر لیں اس اسمبلی کے فلور پر میں آپ کو چیزِ میں صاحب! کہتا ہوں کہ دعوے سے اگر آج بھی

ہم ان سے سنجیدگی سے عوام بھی بیٹھ جائیں۔ سنجیدگی سے اس پر غور کریں کہ جی بلوچستان میں کیوں ہو رہا ہے؟ کوئی investor بیہاں پر نہیں آتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے بلوچستان کا جب ویزہ ایشو ہوتا ہے کسی investor کو، باہر کے ملک کو کہ ایک بندے کو کہ جی بیہاں پاکستان میں investment کریں۔ اُسمیں بلوچستان کے لئے ویزہ نہیں ہوتا ہے۔ پاکستان کے ویزہ میں بلوچستان کو نکال دیا ہے انہوں نے۔ وہ کہتے ہیں جی وہاں پر حالات خراب ہیں۔ میں کیسے کہہ سکوں کہ جی بڑے بڑے جو کمپنیاں آپ کے پی پی ایل جب آئیں involve ہوتا ہے۔ وہاں پر حالات ٹھیک ہیں۔ وہ جہاں پر کمata ہے فیڈرل، وہاں پر حالات ٹھیک ہیں۔ لیکن ہمارے غریب عوام بیہاں پر ہر نانی کے لوگ کو لئے سے کچھ کماتے ہیں۔ بیہاں پر چمالنگ ہے بیہاں پر اگر ژوپ میں ہے۔ بیہاں پر کرو مائیٹ ہیں۔ تو وہاں پر حالات خراب ہو جاتے ہیں۔ وہاں پر لیکس بھی لیتے ہیں۔ وہاں پر لوگوں کو شہید بھی کئے جاتے ہیں۔ میں ہر نانی کے بارے میں اتنا کہہ دوں جناب چیزِ مین صاحب! کہ میں خود خنالق دادشہید کے جنازے میں میں گیا تھا۔ پھر ہم اسکو دفاترے ہیں۔ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ زیارت کی جو شدائد ہیں۔ اُسکے لئے ہم لوگ گئے تھے۔ دھرنے ہمارے پارٹی نے ختم کی۔ ہم اُس پر جاتے ہیں ٹیچروں کے پاس ہم جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے پاس ہم جاتے ہیں۔ سب ہم کرتے ہیں۔ تو کوئی ہمیں سُن بھی تو لیں کہ جب ہم آپ کو تجاویز دیتے ہیں۔ اُن تجاویز کو آپ کس بنیاد پر اپناتے ہو۔ جب ہر نانی میں ہوا تو ہم نے جا کے لاش ہمارے شہید کو ہم نے دفنایا۔ تین دن تک وہاں پر پڑے رہے۔ پھر بھی ہم نے اُنکے ساتھ ایک ایگرینمنٹ کی۔ اُس میں میں بھی ذمہ دار ہوں۔ سب ذمہ دار ہیں اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر یہ کہہ سکتا ہے کہ جی ہم ادھر سے واک آؤٹ کر لیں اس اسمبلی کو پھر نہیں چلا کیں۔ جب تک ہمارے شہیدوں کو معاوضہ نہیں ملتا ہے۔ جب تک ہمارے ٹرکوں کو معاوضہ نہیں ملتا ہے۔ جب تک اُنکے زخموں پر مر ہم نہیں لگ سکتے ہیں۔ تو تب تک ہم اسکے لئے کیا بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم صرف یہ جذباتی بتیں کرتے رہیں گے۔ اس تقریروں سے ہم کب تک ان لوگوں کو تسلیاں دیتے رہیں گے۔ بھائی آپ آ جائیں بیٹھ جائیں۔ میں دل سے کہتا ہوں ہمارے پارٹی کہتی ہیں۔ ہم وفادار ہیں اس ملک کے، اس پر غدار کوئی نہیں ہے۔ لیکن ساحل و سائل کی بات جب ہم کرتے ہیں کہ جب حقوق کی بات ہو تو ہمیں کیوں غدار کہا جاتا ہے۔ ہم نہ ملک کو توڑتے ہیں۔ ہم نہ غداری کرتے ہیں۔ ہم دل سے کہتے ہیں۔ لیکن جنہوں نے غداری کی اُن لوگوں کے پیچے تو جاؤ۔ اُن سے تو حساب لے لو جو اس ملک کو توڑنے کی بات کی جنہوں نے اس ملک کو لوٹا ہے۔ اُن سے توبات ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم یہی شہید ہو رہے ہیں۔ یہی ہمیں دفنایا دیا جاتا ہے۔ کوئی بھی یہ کہہ دے۔ سچ کہتا ہوں آپ کو۔ لیکن وہ لوگ جو شفکیت دیتے ہیں اُن سے پوچھتے ہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ کہ کون وفادار ہے کہ کون بے وفا ہے۔ اور کس نے اس ملک کو توڑا ہے اور کس نے اس ملک بنایا ہے۔ ہم ملک بنانے

والے ہیں۔ ہم قوم بنانے والے ہیں۔ ہم نے شہداء اس لئے دی کہ ہم اس کے حقوق کے تحفظ کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کی سر پر ٹوپی رکھنے کی بات کرتے ہیں۔ ہم اُس کی تعلیمی سسٹم کو ٹھیک کرنے کی بات کرتے ہیں۔ ہم جہالت کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ آج ہمیں جاہل کہا جاتا ہے۔ اس بنیاد پر کہ ہشتنگر دی ہے۔ کہ جاؤ پشتوں میں ہشتنگر دی ہے۔ پشتوں ہشتنگر ہیں۔ کہ ہڑہ ہشتنگر ہے؟ ایک غیرت مندومند ہے۔ انہوں نے چار پانچ سو سال ان کی تاریخ ہے۔ یہ انگریزوں سے لڑا ہے۔ یہ مغلوں سے لڑا ہے۔ یہ دنیا کے ہر اس طالم کے ساتھ لڑا ہے۔ جنہوں نے یہاں پر قبضے کئے ہیں۔ افغان وہی قوم ہے۔ جنہوں نے کسی کو آج تک اپنے غلامی تعلیم نہیں کرنے دی۔ یہاں پر امریکہ آیا ہے۔ یہاں پر روس آیا ہے۔ کوئی نیویو بھی آئے، سب کو بھگا کے یہاں سے لے کے گئے ہیں۔ لیکن اس لئے میں آپ کو کہہ دوں کہ اس بنیاد پر آ جائیں۔ میں بھی آج اس استجھ سے کہتا ہوں، ہم سوچتے ہیں کہ میرا کیا بنے گا۔ میرے بچوں کا کیا بنے گا۔ اصغر خان کا کیا بنے گا۔ یہ جو سارے بیٹھے ہوئے ہیں ان کا کیا بنے گا۔ حقیقت میں میں آپ کو کہتا ہوں۔ کوئی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ کوئی اپنے بچوں کو محفوظ سمجھتا ہے۔ تو کیوں؟ تو آ جائیں۔ صرف ہر نائی تو نہیں ہے۔ میں صرف چلو ہر نائی کو تو آج ہم نے دے دی ہے، کل پھر آئیں گے۔ پھر ٹرک دے دینے گے۔ خالق داد کو، ہم معاوضہ بھی دے دینے گے۔ ملازمت بھی دینے گے۔ لیکن ایز خول یہاں پر چاہے وہ پشتوں بیلٹ ہو۔ چاہے وہ بلوچ بیلٹ ہو، کوئی بھی پاکستان میں ہشتنگر دی ہو۔ ہم نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ آئیں اس ملک کو بنانے کے لئے کردار ادا کرو۔ ہر قوم کو تحفظ دے دو۔ ہر قوموں کو برابری کی بنیاد پر تقسیم دے دو۔ ہر ایک میں اسمیں فرق نہ کرو۔ اس کی زبانوں کے درمیان فرق نہ کرو۔ اس کے ثقافت میں اس کے تہذیب میں فرق نہ کرو۔ بیٹھ کر کے ایک پیارا درجہت کا ماحول پیدا کریں باچا خان کے فلسفہ عدم تشدد کے جو ہے۔ فلسفے پر اسکو جو ہے فا لو کرو۔ تب میں کہتا ہوں کہ یہاں پر اس میں آسکتا ہے۔ یا نہیں آسکتا ہے۔ ان کچھ باتوں کے ساتھ میں صرف اتنا کہوں گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کہ ہر نائی کے ہمارے جتنے بھی شہداء ہوئے ہیں۔ جتنے بھی اُن کے ٹرک جلے ہیں اُس کو معاوضہ دینا چاہے۔ اور میرے پاس بھی اُن کی جو تجاویز آئے ہوئے ہیں، ہم بالکل سر آنکھوں پر اُن کے مانتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ کھڑے ہونگے۔ کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہمارے پوری پارٹی اور میرے خیال سے پورا پارلیمنٹ اُن کے ساتھ ہو گے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ڈوب میں ہو رہا ہے جدھر بھی ہو رہا ہے۔ سب کے ساتھ اُن کے ساتھ ایک ہی سلوک ہونی چاہے۔ شکریہ۔

جناب چیرین: شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں شکریہ ادا کرتا ہوں تمام ممبران کا جو تحریک التواء میں نے پیش کی تھی ہر نائی اور دانائی کے حوالے سے، اُن پر یقیناً آج بہت سیر حاصل بحث ہوئی۔ تمام دوستوں نے اس پر گفتگو کی۔ یقیناً میں

نے وہ سفارشات آپ کی ٹیبل تک بھی پہنچائے ہیں جو آپ کے سامنے ہے۔ اور یہی عوامی اتحاد ہر نائی کے ان سے ہم نے commitment کی تھی۔ آپ سے ریکویسٹ ہے جو رو لنگ آپ دینے گے جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا تو بڑی مہربانی۔

جناب چیرمن: جی بیٹھ جائیں، ایسا ہے تحریک التواء کو اس رو لنگ کے ساتھ منتاثت ہیں، چونکہ پچھلے اجلاس میں معزز Parliamentarians اور جہاں سیاسی جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز کی جو کمیٹی بنی تھی۔ اور ہر نائی تا all over parties کے ساتھ جو آپ لوگوں کی ایک commitments ہوئی تھی، اُس میں نصراللہ زیرے صاحب نے اپنی باتیں رکھی، اصغر خان صاحب نے اپنی باتیں رکھی، نور محمد و مظاہر صاحب نے، اسی طرح زمرک صاحب نے اور باقی دوستوں نے، میرے پاس جو سفارشات تھے، پچھلے incident تھا خوست کے حوالے سے، جس طرح آپ نے خالق دادکی بات کی، 14 اگست کے حوالے سے، تو اُس میں جو ہے ایک بہت comprehensive ہے اسی رپورٹ ہے، سفارشات ہیں، ان سارے حادثات اور واقعات کے تدارک کیلئے۔ تو جتنی بھی پچھلی سفارشات کمشنر زیارت کی طرف سے، کمشنر سبی کی طرف سے آئی ہیں۔ یا ڈپٹی کمشنر کی طرف سے آئی ہیں۔ اُنہیں سفارشات کی روشنی میں جو ہے اُن سفارشات کو حکومت کے حوالے کیا جائے۔ اور حکومت جو ہے پابند ہے کہ اُس پر عملدرآمد کرے۔ دوسری بات معاوضے کی بات ہوئی ہے، بالکل جتنی بھی trucks جلانے گئے ہیں، جو نقصان ہوا ہے اُنکے معاوضے ادا کئے جائیں۔ اور تیسرا اس حوالے سے، تحریک التواء کے حوالے سے یہ ہے کہ ACS ہوم کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جس میں کمشنر ہیں، کمشنر سبی ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر ہر نائی ہو، ڈپٹی کمشنر زیارت ہو اور ہر نائی عوامی اتحاد اور وہاں جتنے بھی اسٹیک ہولڈر ہیں، جتنے بھی سیاسی جماعتیں ہیں۔ اور سکیورٹی اداروں کے جو آفیسران ہیں، وہ اُنکے، اُن پر مشتمل ہے ایک کمیٹی ہو جو مسلسل میئنگوں کے ساتھ ایک اپنی ایسی ایک مستقل حل جو ہے وہ بنائیں۔ اور اُس پر جو ہے بھی عملدرآمد ہو جائے۔ اور اس میں جو ہے اور اُس کمیٹی میں جو ہے اسکو جو سفارشات ہر نائی عوامی اتحاد یا آل پارٹیز کی ہے، اُس میں جو ہے اسکو کو زیر بحث لا جائے تاکہ مستقل حل اسکا نکالا جاسکے۔ جہاں تک وڈھ کا مسئلہ ہے یقیناً وہ بھی ایک اہم ایشو ہے۔ جس سے جو قابل تشویش بھی ہے، جس سے پورے بلوچستان کے عوام تشویش میں بٹلا ہیں۔ اُس حوالے سے توقع یہ ہے کہ ہمارے جتنی سیاسی جماعتیں ہیں، ہمارے قبائلی عوائدیں ہیں۔ اور وہ اپنا ثابت کردار ادا کریں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک کمیٹی آپ لوگوں کی بنی تھی Parliamentarians کی کہ ایک رپورٹ مرتب کریں گے، سفارشات مرتب کریں گے۔ وہ سفارشات بھی جلد مرتب ہو جائیں وڈھ کے واقعے کے حوالے سے تاکہ اُس پر بھی حکومت عملدرآمد کے پابند ہوں۔ آپ سب کا بہت بہت شکر یہ ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ ہمارے بیڈی اے کے ملازمین ہیں اسکے حوالے سے یہاں قراردادیں بھی پاس ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین: مختصر جتنی باتیں ہوئی ہیں اس حوالے سے بہت مختصر مدعای پر آ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: کوئی چھ سترہ ملازمین ہیں بیڈی اے کا، 2018ء میں کیبینٹ نے فیصلہ کیا کہ انکو مستقل کیا جائے۔ پھر دوبارہ 6 جون 2022ء کو دوبارہ کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بیڈی اے کے ملازمین کو مستقل کیا جائے۔ اب ان کو مستقل نہ کرنے کی وجہ کیا ہیں؟ کیا یہ اسمبلی کی توہین نہیں ہے؟ کیا یہ کیبینٹ کی توہین نہیں ہے کہ دو دفعہ فیصلہ کیا کرتی ہے کہ بیڈی اے کے ملازمین سب کچھ ہوا ہے، scrutiny ہوئی ہے ملازمین کی ہوئی ہیں۔ صرف وہاں پر سمری پر چیف سیکرٹری صاحب دستخط نہیں کر رہا ہے۔ کیبینٹ نے کہا ہے آپ رونگ دیدیں کہ یہ اس پر request کیا بھی لاست وہ جاری ہے، حکومت ہے یہ بچارے ذریعہ پر کہاں جائیں گے۔ اس پر بہت سارے ریٹائرمنٹ پندرہ سال سے یہ جو ہے ناکنسٹریکٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سارے ریٹائر ہو جائیں گے۔ تو ان کا کیا بنے گا؟ آپ سے ریکوئیسٹ ہے کہ کابینہ کے فیصلے پر عملدرآمد کیا جائے، چیف سیکرٹری کو ہدایت کی جائے کہ ان کے مستقلی کے آرڈرز کیا جائے۔ یہ تم نے ان سے وعدہ کیا تھا پارلیمانی لیڈروں نے، وہ بھی ان کا بھی جلوس آیا تھا اُس دن۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! چیف سیکرٹری صاحب لوگوں کی اسمبلی کے اس حوالے سے کہ چونکہ کیبینٹ کا بھی فیصلہ ہوا ہے۔ اسمبلی میں بھی اس حوالے بات ہوئی ہے تو وہ جو انکے رکاوٹیں ہیں وہ دُور کر کے اُنکے آرڈرز جاری کر دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 22 جولائی 2023ء بوقت چار بجے سہ پہر تک ملتوی کا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 07 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)